قرآنِ مَظلُوم کی فریاد

صدیوں سے لوگ اپنے مسائلِ حیات قرآن کو چھوڑ کر
اپنے اپنے امامی فقہوں اور روایات سے حل کرتے ہیں!!

آج پھر وحشی درندے مجھے نوچ رہیں ہیں!!

قرآن مظلوم کی فریاد

بقلم عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی۔ P.O خیر محمد بوہیو براستہ نوشہرو فیروز

فہرست

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	1
2	پیش لفظ	4
3	قرآن ایک قرائت میں دیا گیا ہے سات میں نہیں۔	19
4	سات قرائتوں والی حدیث سے جناب رسول صہ پر انکار وحی کا الزام آتا ہے۔	33
5	علم تجوید	40
6	انسان کی علم وحی سے جنگ کی تاریخ	50

مسلمانو! خبردار قرآن میں ملاوٹ کر کے اسے شائع کرنے کا فتنہ شروع ہو چکا ہے خبردار فرقہ اہل حدیث کے ماہوار رسالہ رشد کے شمارہ جون 2009 لاہور کے قرائات نمبر کے صفحہ 680 کے حوالہ سے سعودی حکومت کے ادارہ مجمع الملک فہد بن عبدالعزیز نے موجود مروج نسخہ قرآن کے علاوہ تین عدد متداولہ روایات میں مصاحف شائع کرادئے ہیں۔ مزید ادارہ والوں نے قرآن سے منسوب روایات غیر متداولہ پر کام شروع کر دیا ہے۔

جناب قارئین! یہ علم روایات، یہود مجوس اور نصارا نے اپنے اتحاد ثلاثہ کی اپنی تھنک ٹینک کے ذریعے، قرآن کے مقابلہ میں ایجاد کیا تھا، جس میں قرآن کی انقلابی اصلاحی اصطلاحات صلوٰۃ ،زکوٰۃ، حج، صوم، قدر، شکر، صبر، مسجد، عمرہ، اعتکاف، اور بھی کئی چیزوں میں معنوی تحریفات کرائیں اور اب اس کا جانشین نیا سامراج، پرانے سامراج کی ایجاد کردہ سات قرائتوں والی حدیث سے قرآن میں حرفی تحریفات کروا رہا ہے۔ مسلمانو خبردار یہ ملاوٹ والے قرآنی نسخے شائع کرنے والے لوگ قرآن سے دوستی کا پیرہن پہن کر دشمنی کر رہے ہیں یہ انگریزوں کی شروع کرائی ہوئی وہابی تحریک کا تسلسل ہے۔

متاع دین و دانش بیچ ڈالی چند سکوں پر۔ نہ ان کا دین باقی ہے نہ اب ایمان ہے باقی

انتساب

می اپنی یہ کتاب بنام ”قرآن مظلوم کے فریاد“ منسوب کرتا ہوں تفہیم قرآن کی خدمات
کرنے کے جرم میں شہید کیئے جانے والے عظیم انسان مملکۃ العربیۃ السعودیہ کے فرمانروا

شہید شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ

کے نام سے

وجہ انتساب:

ویسے شاہ فیصل شہید کے قتل کا واقعہ ظاہری طرح تو اسطرح ہے کہ اسے اس کے اپنے خاندانی
شہزادہ نے بظاہر اپنی کسی ذاتی چپقلش کی پاداش میں قتل کیا تھا، جسکو پھر عدالت سعودیہ نے
سزاء موت دی تھی، لیکن ہم اس شہزادہ کے اتنے بڑے اقدام کے پیچھے اس سانحہ کے کرانے
کے پیچھے، عالم اسلام کے صدیوں پرانے مترفین کے عفریتوں کی قرآن دشمنی کی تاریخ کو
دیکھتے ہیں کہ ان نادیدہ قوتوں کا یہ کرشمہ نظر آتا ہے، رہا یہ کہ ظاہر میں تو خاندانی شہزادہ کی
عشقیہ منزل کو حاصل کرنے میں شہید شاہ فیصل رکاوٹ بنے تھے، سو یہ باتیں تو دنیا والوں کو
سرمہ پہنانے کی باتیں ہیں، جس طرح امریکی صدر جان کینیڈی کے قاتل کی اسٹوری کی فلم
سے ایسے دکھایا گیا ہے، ورنہ ایسے اقدامات کا اصل پسمنظر کچھ اور ہی ہوتا ہے، جس کا تعلق
عالمی پالیسیوں اور نظریات سے ہوتا ہے، سو شہید شاہ فیصل مرحوم نے جو اپنی زندگی میں قرآن
حکیم کا انگریزی زبان میں ایک بیمثال اور لاجواب ترجمہ کرایا تھا اور دنیا میں سائنس کو قرآن
سے ہم آہنگ ثابت کرنے کی مساعی کی تھیں، جس کا ثبوت فرانس کے سائینٹسٹ مورس
بکائے کی کتاب ”بائبل قرآن اور سائنس“ ہے شہید شاہ کی اس قرآن فہمی والی جستجو اور اس
سلسلہ کی لگن اور مساعی دشمنان قرآن کو راس نہیں آئیں اس لئے اسے راستہ سے ہٹادیا گیا۔
پھر شاہ فیصل شہید کی شہادت کی یہی اصل وجہ اس کے جانشین لوگ بھی سمجھ گئے تھے اور ان
میں عالمی سامراج سے ٹکر کھانے کا دم نہیں تھا، اسلیئے پرانے قدیم سامراج کا قرآن میں

تحریف لفظی کیلیئے جو تیار کرایا ہوا علم حدیث تھا اس میں انہوں نے یہ حدیث فٹ کرائی ہوئی
تھی کہ نزل القرآن علی سبعة احرف یعنی قرآن سات حرفوں پر نازل کیا ہوا ہے،
تو قدیم سامراج کی جانشین عالمی سامراج کی برطانوی درس گاہ جھنگل کی حویلی کے
دانشوروں کا حکم تھا کہ خلافت ترکیہ کو جب ہم نے گورنر مکہ، شریف سے تڑوایا، اس لالچ پر کہ
ہم آپ کو سارے خطہ عرب کا بادشاہ بنائینگے، پھر اس سے حجاز کا علاقہ انقلاب کے نام سے
واپس لیکر اس پر سعودی خاندان کو بادشاہ بنایا اس کے بھی کچھ شرائط تھے کہ آپ محمد بن
عبدالوہاب کو شیخ الاسلام بنا کر علم حدیث والا اسلام رائج کرینگے، جبکہ انگریز؛
سی۔آئی۔ڈی افسر ہمفرے نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ہمیں حکومت برطانیہ نے
ٹارگیٹ دیا ہوا تھا کہ دنیا سے ایک سو سال میں اسلام کو ختم کیا جائے، سو ہمنے محمد بن
عبدالوہاب کو انقلاب لانے کے دوران شہر مکہ میں واقع کعبۃ اللہ کو ڈھانے کا بھی حکم دیا ہوا
تھا جو اس نے وہ پورا نہیں کیا اور کہا کہ ایسا کرنے سے مسلم امت والے مجھے قتل کردینگے۔ بہر
حال عالمی سامراج نے کعبۃ اللہ سے بڑھکر قرآن کی اہمیت کو قرار دیا اور اس قرآن کو دنیا
والوں کو سمجھانے کیلیئے فرمانرواء مملکہ العربیۃ السعودیہ شاہ فیصل نے اقدامات شروع کیئے
ہوئے تھے تو سامراج نے اسے خودساختہ بہانوں سے قتل کروادیا، پھر بخاری مسلم کی حدیث
کہ قرآن سات قرائتوں پر نازل کیا گیا ہے، اب ان قرائتوں کے بہانوں سے قرآن میں
لفظی تحریف اور ملاوٹ کرنے کی جب جھنگل کی حویلی والوں کو سوجھی تو فرمانرواء مملکت
العربیہ السعودیہ خادم الحرمین ملک فہد کو حکم دیا گیا کہ اب ان قرائتوں والے قرآن چھپوا کر
دنیا میں عام کرو!! شاہی قیادت نے تو ملک فیصل کی شہادت سے سبق سمجھا ہوا تھا اور مصر کے
صدر ناصر کے قول کے مطابق کہ اگر سمندر کے تہہ میں دو مچھلیاں لڑینگی تو میں اسے بھی
سامراج کی سازش تصور کرونگا، تو سعودی فرمان رواؤں نے بھی دنیاء صیہونیت کو سمجھا ہوا تھا
اس لئے انہوں نے سامراج سے ٹکر کھانے کے بجاء رائج الوقت قرآن کا ایڈیشن جو اللہ کی

سکھائی ہوئی قرائت اپنے رسول کو(۶-۸۷) ہے شروع سے تاہنوز یہ قرآن اللہ اور رسول
کی سمجھائی ہوئی قرائت والا ہے، کسی عثمان کسی حفص کی قبیلہ قریش والی لغت یا قرائت کا یہ
چربہ نہیں ہے، سوا اسکے سواء مجمع ملک فہد نے سات قرائتوں میں سے متعدد روایات والے
جدا جدا قرآن چھپوالئے ہیں (بحوالہ ماہوار رسالہ رشد قرائات نمبر بماہ جون جولاء 2009ء
لاھور صفحہ نمبر 680) وہ ہم امت محمد یہ علیہ السلام کو قرآن کے اس رائج الوقت نسخہ نبوی کے
مقابلہ میں سات قرائتوں کے نام سے کوئی بھی ایڈیشن منظور نہیں بہرحال امت مسلمہ کو کسی کا
تخت اور اقتدار اتنا محبوب نہ ہونا چاہیے ہم امت والوں کا قرآن کی اس واحد قرائت جو
جناب رسول اللہ نے امت والوں کو سکھائی اور پہنچائی ہوئی ہے اسی پر ایمان ہے اسی کے سوا
دوسری تحریفی قرائات کو شہید شاہ فیصل مرحوم کی طرح ہم سب کو رد کرنا چاہیے۔ چاہے اس
قرائت رسول والے نسخہ قرآن کی حفاظت کی خاطر ساری امت کو اپنی جانوں کا نظرانہ کیوں
نہ دینا پڑے۔

میری مانوں چلو منجدھار میں موجوں سے ٹکرائیں
وگرنہ دیکھنا ساحل پہ سارے ڈوب جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جنہوں نے موت کو راہ حیات جان لیا۔ وہ رسن و دار سے بھی بانکپن سے گذرے ہیں۔
محترم قارئیں! دنیا میں زمانوں سے سیکڑوں ہزار سالوں سے چھوٹی بڑی جنگوں لڑائیوں کے
اسباب کی کھوج لگائی جائیگی تو مجموعی طور پر دو قسم کے سبب نظر آتے ہیں، ایک یہ کہ دونوں
متحارب گروپ توسیع پسندی کے نظریہ کے حامل ہونگے، دونوں مخالف ذاتی ملکیت میں
اضافے اور ہوس زر زمین کے ارتکاز اور ذخیرہ اندوزی کے حامل ہونگے اور دونوں گروپوں
کی لڑائی کا سبب اپنی اپنی بالادستی ملک گیری حصول اقتدار اور توسیع پسندی ہوتا ہے، جسمیں
دونوں گروہ عمومی طور پر ظالم ہوتے ہیں، دوسرا سبب ان جنگوں اور لڑائیوں کا، ظالم اور مظلوم کی
بنیاد پر ہوتا ہے، طبقاتی بنیادوں پر ہوتا ہے، طبقات کے لحاظ سے جو طبقہ پرائی محنتوں پر پلنے
والا انکما جسے اگر، کھاؤ، کا نام دیا جائے تو مناسب ہوگا یہ طبقہ محنت کشوں کی کمائی اور محنت کو
لوٹنے والا ہوتا ہے جسکو علم معاشیات میں استحصال کہا جاتا ہے، ایک استحصال ریاستیں کرتی
ہیں ایک استحصال افراد کرتے ہیں ریاستوں کے استحصال میں دیکھا جائیگا کہ انکا کردار صحیح
ریفری والا ہے یا نہیں یعنی وہ عوام کی کمائیوں کو کس طرح خرچ کرتی ہیں اگر وہ حقداروں اور
حاجتمندوں میں سواء للسائلین (۱۰-۴۱) کے مساوات اور برابری والے اصول پر تقسیم
کرتی ہیں تو ایسی ریاست کی حکومت اور مشنری کو عوامی اور عادل کہا جائیگا، اگر ریاستی مشنریں
بھی کمانے والوں سے مختلف ٹیکسوں کے بہانوں سے وصول کرکے، پھر انکی تقسیم مخصوص
طبقات کو پالنے کیلئے کرتی ہیں اور رعیت میں برابری مساوات اور استحقاق کے اصولوں کی
پائمالی کرتی ہیں تو ایسی ریاستیں، حکومتیں، حکومتی مشنریں بھی اس استحصالی، ظالم، لٹیرے طبقہ
کی نمائندہ اور لونڈیں تصور کی جائیں گی، ایسی حکومتوں اور افراد کے مقابلہ میں مقابل گروہ
اور فریق ثانی ہوتا ہے محنت کشوں اور کمانے والے افراد کا، اس گروہ کا نام اگر ”کماؤ طبقہ“

تجویز کیا جائے تو مدعا سمجھنے میں آسانی ہوگی، اب دنیا میں قدیم تاریخ کے حوالوں سے دیکھتے ہیں تو اسباب جنگ کے بنیاد زیادہ تر دوسری قسم یعنی ظالم اور مظلوم کی بنیاد پر نظر آتے ہیں یعنی ''کھاؤ'' طبقہ کی جنگ ''کماؤ'' طبقہ سے نظر آتی ہے، استحصالی طبقہ کی جنگ محنت کشوں کی محنت کو لوٹنے کیلئے نظر آتی ہے۔ ایسی محاذ آرائی کی ایک شکل زمانہ قدیم میں اس طرح بھی ہوئی ہے جو طاقت ور افراد اور طبقہ، کمزور افراد کو انفرادی طور پر غلام بنا کر انکی محنتوں سے اپنے ٹھاٹھ بناتے اور بڑھاتے تھے یعنی ایک وہ زمانہ تھا جو وہ کمزور اور غلام بنائے ہوئے انسان جانوروں کے مثل ہوتے تھے، انکی مثل ذاتی املاک کی سی ہوتی تھی، یعنی غلام انسان کی حیثیت اونٹ گائے بکری بھینس گدھے گھوڑے کی طرح تجارت بھی ہوتی تھی، اس انفرادی اور شخصی انداز غلام سازی کا زیادہ تر تعلق انسانی تاریخ کے زراعتی دور اور اس سے پہلے شکاروں کے ذریعے گذر سفر کرنے والے غیر زرعی سماجوں کے ادوار سے ہے، پھر جب اندازاً دو سوسال پہلے صنعتی سماج کی آمد آمد تھی جس میں مشینی دور کی بہتات ہونے لگی تو ان دنوں سے انفرادی غلام سازی تو ختم کی گئی ہے لیکن اسکی جگہ تدریجاً اجتماعی غلامی لے چکی ہے جو تا ہنوز بڑھتی رہتی ہے، پہلے والے زمانوں میں انفرادی غلامی کی موجد جاگیرداریت تھی اب اجتماعی غلام سازی یعنی ملکوں اور قوموں کو غلام بنا کر انھیں اپنی دولت بڑھانے کا ذریعہ بنانا، اسکی موجد اور سرپرست عالمی سرمایہ دار برادری ہے جسے آئی ایم ایف کہا جائے یا گروپ آف 8 اور 20 کہا جائے یا ورلڈ بینک کے حصہ دار مالکان کہا جائے یا آئندہ جو انکے نئے نام بنینگے وقت بتاتا چلے گا، ان عالمی سرمایہ دار شاہی کے متعلق قرآن حکیم بتاتا ہے کہ وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون (۱۲۹-۲۶) یعنی تم لوگوں صنعتوں کیلئے ملوں پر ملیں بناتے جارہے ہو فیکٹریوں کارخانوں پر کارخانے بڑھاتے جارہے ہو صرف اس ہوس میں کہ تمہیں دنیا میں دوام اور ہیشگی ملے اس کیلئے تم ملکوں قوموں اور انسانوں سے ان کی حدود زمین کی املاک چھیننے کیلئے جو گرفت کرتے ہو، پکڑ کرتے ہو، حملے کرتے ہو، وہ جبر واستبداد

والے ہوتے ہیں، تمہیں اللہ کے قوانین سواء للسائلیں (۱۰-۴۱) ضرورت سے زائد مال اپنے پاس نہ رکھنا (۲۱۹-۲) ہر ایک کو اسکی محنت کے برابر دینا اور بغیر محنت کے کوئی مفت خور نہ بنے (۳۹-۵۳) کی کوئی پاسداری نہیں ہے۔ فضول چیزوں کی صنعتوں سے تو بہتر ہے کہ مویشیوں اور زمینی اناج اور باغات کی پیداوار کی طرف توجہ کرو (۱۳۴-۱۳۳-۲۶) ان چیزوں کے تو دنیا والوں کی بھوک اور افلاس کا مداوا ہوگا، کھلونوں اور فوڈز کے پارو تھے پیکٹوں کی صنعتوں سے تو تم صارفین کا استحصال ہی کرتے ہو، جناب قارئیں! ان چند سطور میں قرآن حکیم کے حوالہ جات سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کا ذہنی پسمنظر یہ ہے کہ وہ دنیا میں خلود یعنی اقتدار کا دوام اور ہیشگی چاہتے ہیں اس کیلئے قرآن نے یہ بھی بتایا کہ واذا بطشتم بطشتم جبارین، یعنی یہ لوگ اپنی لوٹ کھسوٹ کیلئے جبر واستبداد کے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں جسطرح کہ عراق افغانستان اور پاکستان کے شمالی مغربی اور جنوبی حصوں میں دنیا والے دیکھ رہے ہیں،

اس جنگ کا شروع والا حصہ تو قرآن نے سمجھایا کہ ہمنے انسانوں کو سمجھایا کہ لاتقربا ھذہ الشجرہ یعنی اے مرد اور عورت اس مشاجرت پیدا کرنے والی ارتکاز دولت اور ذخیرہ اندوزی کو قریب نہ جانا اگر تمنے میرا کہنا نہ مانا تو تم ظالموں میں سے ہوجاؤ گے لیکن اس وقت بھی فوسوس لھما الشیطان، شیطان نے انکو وسوسہ ڈالا کہ مانھا کما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الاان تکونا ملکین اوتکونا من الخالدین (۲۰-۷) یعنی تم مرد اور عورت کو اللہ نے دولت کی ذخیرہ اندوزی سے اسلئے نہیں روکا ہے کہ تمہارے اس عمل سے انسانی معاشروں میں جھگڑے اور مشاجرت والا تشتت اور تفرق پیدا ہوجائے گا، بلکہ اسلئے روکا ہے کہ تمہارے امیر اور دولتمند بننے سے تمہاری دنیاوی اقتدار اور برتری کو جو ہیشگی اور خلود ملے گا اے اللہ آپکو نہیں دینا چاہتا، (جناب قارئیں! میں نے جو آیت لاتقربا ھذہ الشجرہ، میں شجرہ کی معنی مشاجرت میں ڈالنے والی استحصال اور ذخیرہ اندوزی کی ہے اسکا ثبوت

سرمایہ داروں کی نفسیات بتانے والی آیت (۱۲۹۔۲۶) میں قرآن نے خلود کے حصول کی حرص بتائی ہے اور آیت جسمیں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے انسان کو کہ اللہ نے آپکو شجرہ کے قریب جانے سے اسلیئے روکا ہے کہ کہیں (تکونا من الخالدین (۲۰۔۷) آپ کا اقتدار دوام نہ حاصل کرلے یعنی انسان کو اپنی شخصی خاندانی اقتدار اور بالادستی کی خواہش اسکو استحصالی بنادیتی ہے اور لوٹ کھسوٹ کیلئے آمادہ کرتی ہے)

لوگوں نے محنت کشوں کو اتنا لوٹا کہ کمانے والے مردوں اور عورتوں کو اپنے لئے جسم وجان کے کپڑے تک بھی حاصل کرنے کی توفیق نہیں رہی یعنی کہ وہ اتنے تو لباس اور کپڑوں سے بھی محروم رہ گئے جو کپڑوں کے عوض درختوں کے پتوں سے جسم ڈھانکنے لگے۔ اس کے بعد دوسرا دور جناب نوح علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے وہ ملینیم بھی جناب ادریس علیہ السلام کے بعد والا امیر وغریب کی جنگ کی داستان ہے مطلب کہ دنیا کے استحصالی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے اپنی لوٹ کھسوٹ کے جواز کیلئے کیپٹیلزم کے جواز کیلئے جو علمی معاشی نصاب بنایا، اسے بھی یہ علمی دلیل فراہم کی کہ انما اوتیتہ علی علم (۷۸۔۲۸) یہ دولت بھی میری ذہنی علمی حرفتوں کی بنیادوں پر میں نے حاصل کی ہے اس گذارش سے میری مراد یہ ہے کہ داستان سلب ونہب اور جو کمائے وہ کھائے، کمانے والے کا حق نہ مارا جائے، ان دونوں محاذوں کی جنگ کے جدا جدا علمی نصاب ہیں، یعنی لٹیروں نے بھی اپنی لوٹ مار کو علمی دلائل دئے ہوئے ہیں، تو مقابلہ میں بھی اللہ نے لوٹے ہوئے لوگوں کی ڈھارس باندھنے کیلئے علم وحی کا نصاب معیشت دیا کہ ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم لایظلمون (۲۲۔۴۵) یعنی ہر متنفس کو اسکے کئے کا کسب کا بدلہ اس انداز کے مطابق دیا جائے جو انکے ساتھ کسی حد تک بھی ظلم وزیادتی نہ ہوتی ہو، یعنی شروع سے جو ظالم اور مظلوم کی جنگ چلی ہے، ظالموں اور لٹیروں نے اپنی لوٹ کھسوٹ کو جب علمی سہارا دینے کیلئے کیپٹل ازم کیلئے مستقبل علمی نصاب ایجاد کیا جس سے اسنے علم وحی کے ذریعے سے دیئے ہوئے

سواء للسائلین (۱۰۔۱۴) اور وان لیس للانسان الا ما سعیٰ (۳۹۔۵۳) کا مساوات والے معاشی نظام اور نظریہ کا مقابلہ کیا ہے، مطلب کہ شروع سے دنیا میں افکار، آراء اور نظریات کی جنگ علمی اساسوں پر ٹکراتی ہوئی آرہی ہے، اس راہ میں اگر کوئی انسان مساواتی نظریہ کا خالق اور موجد اپنی سوچ اور ذہنیت سے بنا بھی ہے بغیر علم وحی کی دستگیری سے، تو اسنے بھی اشترا کی فکر دینے میں ٹھوکر کھائی ہے، جیسے کہ فارس کے دانشور مزدک نے زر، زن، زمین کو مشترک ملکیت قرار دیا تو اس نظریہ میں بھی عورت کی تحقیر ہوئی ہے، اگر کارل مارکس نے اشتراکیت کا نظریہ دیا ہے تو اسمیں بھی حیات اخروی یعنی بعث بعد الموت کے انکار سے وہ اپنے تیار کردہ کامریڈوں کو دنیا میں انقلاب کو ایکسپورٹ کرنے اور محروم لوگوں کیلئے اپنی ڈیوٹیوں سے بڑھکر کام کرنے کیلئے جذبہ محرکہ کے دوامی کا کوئی سبب دینے میں ناکام ہوا ہے، غالبا یہی وجہ تھا جو ایک امریکی صدر نے سوویت یونین کے صدر برزنیف کو خط میں لکھا تھا کہ ہمیں آپکے کمیونزم سے اتنا خطرہ نہیں ہے جتنا کہ اسلام کے معاشی نظام سے خطرہ ہے۔ جناب قارئین! امریکی ریاست جو عالمی سرمایہ دارشاہی کیلئے ایک گن مین اور دادے کا کردار کرنے پر مامور ہے یہی ڈیوٹی کل کلنتھوں برطانیہ کے پاس تھی پھر جغرافیائی اسباب کی بنیادوں پر عالمی مترفین کے عفریتوں نے بطور محفوظ مورچہ کے اپنا G-H-Q کیو برطانیہ سے امریکہ کی طرف منتقل کیا تھا، یہاں میں ایک ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں بلکہ اس پیش لفظ کے مضمون اور کتاب قرآن مظلوم کی فریاد، کی کل غرض وغایت بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترقی یافتہ سامراجی کیپٹلسٹ ممالک کی یونیورسٹیوں میں معاشی اقتصادی حوالوں سے کمیونزم، اسلامی معاشیات، اور کیپٹل ازم کی معاشیات کے مضامین پر ایم۔اے سے بھی بڑھکر P-H-D تک پڑھائے جاتے ہیں مطلب کہ سرمایہ دارشاہی کے دانشور اور اسکالر بخوبی جانتے ہیں کہ معاشی مساوات کی سپورٹ میں مارکسزم سے بڑھکر قرآن کے دلائل اور فلاسفی مضبوط سے مضبوط تر ہے سوانکی قرآن سے جنگ کوئی

آج سے نہیں ہے، جب جناب رسول سلام علیہ کی قائم کردہ حکومت میں مدینۃ المنورہ میں
یھودیوں کا کاروبار سودخوری پر مبنی تھا اور انکی قرآن کے معاشی نظام کی طرف آنے کی امید نہ
تھی تو اللہ نے انکے خلاف یہ فیصلہ کیا کہ انہیں آؤٹ آف اسٹیٹ جلا وطن کر دیا
جائے (الحشر۔۳) تو یھود نے تو ان ہی دنوں سے قرآنی انقلاب کو سبوتاج کرنے کا عزم کیا
تھا، اور جناب رسول کی حیات طیبہ میں چپ صرف اسلیئے تھے کہ وہ نزول وحی کا زمانہ تھا اسلیئے
ڈر رہے تھی کہ انکی اسکیموں کو کہیں وحی کے ذریعہ اللہ اپنے نبی کو امت مسلمہ کو طشت ازبام نہ
کروے، پھر جب جناب رسول کی وفات ہوتی ہے تو انکی بھی تخریبی اسکمیں شروع ہو جاتی
ہیں، نائب رسول اول سے فارس کے ساتھ جنگ شروع ہوتی ہے اور وہ نائب دوم کے دور
میں فتح فارس ہوتی ہے، اس سے مفتوحین میں سے یھود کو اپنی استحصالی سودی سرمایہ داریت
کو بقا دینے کیلئے رجال کار مل جاتے ہیں اور اسلامی انقلاب کے طوفان نے تو فارس کے
ساتھ روم کو بھی فتح کر لیا تھا اسلیئے انقلاب دشمن ماسٹر مائینڈ یھودیوں کو شکست خوردہ ملوکیت
کے فارسی اور رومی مفتوحین سے جو ساتھی مل جاتے ہیں یہ تینوں ملوکیت، جاگیرداریت اور
سرمایہ داریت کی تلچھٹ مل کر اتحاد ثلاثہ بنا لیتے ہیں، آگے اس اتحاد ثلاثہ کی پولٹ بیورو نے
یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں اصل مقابلہ اس انقلاب کے کتاب قرآن سے کرنا ہے، اور لوہے کو لوہا
کاٹنے کے اصول پر علم کا مقابلہ علم سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اسی کیلئے خود قرآن کے نام کی
نقل کر کے (۲۳۔۳۹) انہوں نے مخالف قرآن گھڑی ہوئی باتوں کو جناب رسول اللہ کے
اقوال کہکر علم حدیث کے نام پر مشہور کر دیا جس میں جو جو قرآن کے انقلابی اصول سمجھائے
ہوئے تھے کہ اپنی کمائیوں میں سے بچت مال رکھنے اور اسٹور کرنے کے بجاء خرچ کر دینا
ہے (۲۱۹۔۲) اور انسان کا استحقاق اتنا ہی ہے جتنا وہ کمائے (۳۹۔۵۳) عورت مرد دونوں
خلقت سے ہی برابر کے درجہ میں ہیں (۱۔۴) عورت پر مرد کو اپنی بالادستی جتانے جاری
کرنے کا حق نہیں ہے (۱۹۔۴) نکاح اور شادیوں کیلئے بلوغت جسمانی اور ذہنی دونوں لازم

ہیں (۶۔۴) (۵۔۲۲) اور بھی بہت سارے قرآنی انقلاب کے نہایت ترقی یافتہ لیٹسٹ
اصولوں کو ایک ایک کر کے علم حدیث میں توڑا گیا ہے، یعنی جو مطالبہ جناب رسول سے
نزول قرآن کے دنوں میں مخالفین قرآن کرتے تھے کہ ائت بقرآن غیر ھذا
او بدلہ (۱۵۔۱۰) یعنی ان قوانین کے سواء والا کوئی دوسرا قرآن لادیا اسی قرآن کے اصول
تبدیل کرو، تو ان لوگوں کو اللہ کے رسول نے جواب میں فرمایا کہ مایکون لی ان ابدلہ من
تلقاء نفسی میری کیا مجال ہے جو میں اپنی طرف سے انہیں تبدیل کر دوں، جناب قارئین!
پھر اتحاد ثلاثہ کی انقلاب دشمن ٹیم نے خود ایسی حدیثیں بنائیں کہ جن سے انہوں نے قرآن
کے اعلانات کو توڑا یا تاویلوں سے یا منسوخ قرار دینے کے تیروں سے چھلنی کر دیا، جنکا
تفصیل قدرے میں اپنی کتابوں میں لا چکا ہوں۔ معزز قارئین جہاں ان حدیث سازوں
نے قرآن کے انقلابی نظریہ حیات کے اصولوں اور اعلانات کو تاویلی تیروں سے سبوتاج کیا
ہے۔ وہاں آگے کیلئے قرآن میں لفظی تحریفوں کا دروازہ کھولنے کیلئے بھی حدیث بنائی ہے کہ
قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے (بخاری مسلم وغیرہ) ان کی اس دور اندیشی والی
حدیث سے پرانے اتحاد ثلاثہ والے سامراج کا وارث اور جانشین عالمی سامراج اپنی ساری
لیٹسٹ کیمرائیں قرآن پر فٹ کیئے رہتا ہے کہ کہیں سے لوگ اس کتاب کو نہ سمجھ پائیں، جیسے
کہ پرانے سامراج نے علم حدیث ایجاد کر کے قرآن کو گویا زنجیروں میں باندھا ہوا ہے اب
ہر دور کا سامراج اس کتاب پر نظر رکھے ہوئے ہے کہ کہیں اسکے انقلابی حقائق خلق خدا پر
آشکار نہ ہو جائیں، سو اب جو ٹیلی ویژن کا دور آگیا ہے اور ہر طبقہ اور اسکول کے نمائندے ٹی
وی پر آنے لگے ہیں تو جدید علوم کے داڑھی منڈے ٹکرانی لگی، اسکالروں نے جب قدیم علوم
والوں سے انکی علم الروایات والی شریعتوں کی فلاسفی معلوم کی تو وہ قرآن سے ٹکرانے لگی، تو
علماء جبہ پوشوں نے آخری جواب یہ دیا کہ یہ تو ائمہ محدثین اور ائمہ فقہاء کے حوالوں سے
ہمارے جوابات ہیں، تو آزاد خیال سوال کرنے والے میڈیا کے نمائندوں نے پوچھا کہ ان

ہیں(۶۔۴)(۵۔۲۲) اور بھی بہت سارے قرآنی انقلاب کے نہایت ترقی یافتہ لیٹسٹ اصولوں کو ایک ایک کر کے علم حدیث میں توڑا گیا ہے، یعنی جو مطالبہ جناب رسول سے نزول قرآن کے دنوں میں مخالفین قرآن کرتے تھے کہ ائت بقرآن غیر ھذا اوبدلہ (۱۵۔۱۰) یعنی ان قوانین کے سواء والا کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اسی قرآن کے اصول تبدیل کرو، تو ان لوگوں کو اللہ کے رسول نے جواب میں فرمایا کہ مایکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی میری کیا مجال ہے جو میں اپنی طرف سے انہیں تبدیل کردوں، جناب قارئیں! پھر اتحاد ثلاثہ کی انقلاب دشمن ٹیم نے خود ایسی حدیثیں بنائیں کہ جن سے انہوں نے قرآن کے اعلانات کو توڑا یا تاویلوں سے یا منسوخ قرار دینے کے تیروں سے چھلنی کردیا، جنکا تفصیل قدرے میں اپنی کتابوں میں لا چکا ہوں۔ معزز قارئیں جہاں ان حدیث سازوں نے قرآن کے انقلابی نظریہ حیات کے اصولوں اور اعلانات کو تاویلی تیروں سے سبوتاج کیا ہے۔ وہاں آگے کیلئے قرآن میں لفظی تحریفوں کا دروازہ کھولنے کیلئے بھی حدیث بنائی ہے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے (بخاری مسلم وغیرہ) ان کی اس دور اندیشی والی حدیث سے پرانے اتحاد ثلاثہ والے سامراج کا وارث اور جاء نشین عالمی سامراج اپنی ساری لیٹسٹ کیمیرائیں قرآن پرفٹ کئے رہتا ہے کہ کہیں سے لوگ اس کتاب کو نہ سمجھ پائیں، جیسے کہ پرانے سامراج نے علم حدیث ایجاد کر کے قرآن کو گویا زنجیروں میں باندھا ہوا ہے اب ہر دور کا سامراج اس کتاب پر نظر رکھے ہوئے ہے کہ جناب قارئیں! اب جو اکیسویں صدی میں قرآن حکیم کی اطلاع کے مطابق کہ واذا النفوس زوجت (۷۔۸۱) یعنی دنیا بھر کے لوگ آپسمیں اتنے تو جڑ جائینگے جو گلوبل ویلج سے بھی بڑھکر گلوبل ہوم تک قریب ہوجائینگے تو سامراج نے سوچا کہ قرآن تو ہماری جان نہیں چھوڑ رہا، اسلئے کیوں نہ ہمارے پرانے آقا سامراج نے جو اپنی لے پالک ائمہ نامی پاپائیت سے قرآن میں ملاوٹ اور تحریف کا دروازہ کھولنے کیلئے حدیثیں بنائی تھیں کہ رسول کا داماد عثمان بڑا دولتمند تھا جو اس کا لقب ہی غنی رکھا

ہوا تھا جس کو چینل پیس ٹی وی کا اسکالر ڈاکٹر اسرار جو جماعت اسلامی کے اسکول کا تیار کردہ ہے وہ جناب عثمانؓ کا نام لیتے وقت اس کے ساتھ غنی لفظ ملانے سے کبھی نہیں چوکتا، اور رسول کا دوسرا ساتھی عبدالرحمان بن عوف بھی بڑا مالدار تھا اسکے پاس بکریوں اور اونٹوں کے اتنے تو ریوڑ بن گئے تھے جو اس مدینۃ الرسول میں اتنے پلاٹ ہی نہیں تھے جو انہیں سما سکیں اسلئے شہر سے دور جا کر اسنے باڑے بنائے اور مدینہ رسول سے باہر جا کر اپنا بسیرا آباد کیا تھا تو ایسی حدیثیں بتاتی ہیں کہ قرآن کی آیت سواء للسائلین (۱۰۔۴۱) کی معنی معاشی مساوات والی نہیں ہے، لیکن لوگ اگر ان معناؤں کو نہ چھوڑیں تو ایسے کرو کہ قرآن کی سات قرائتوں والی حدیثوں کی روشنی میں قرآن کے ایسے ایڈیشن چھپواؤ جو رفتہ رفتہ اپنے کام کی جواز سرمایہ داریت کی حدیثوں والی ترمیمات کو بھی ہم سات قرائتوں والا قرآن کہہ سکیں، پھر ان ملاوٹی ایڈیشنوں کے حوالوں سے، منکرین حدیث کو، منکرین قرآن کی ایف آئی آر سے مرتد قرار دیکر پھانسیاں دلائیں، جناب قارئیں! میں یہ بات اپنی طرف سے بطور اندیشہ کے نہیں کہہ رہا بلکہ فرقہ اہل حدیث جسے برطانوی سی آئی ڈی کی نرسریوں میں شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید بریلوی کی تحریک آزادی کو ناکام بنانے کے بعد جنم دیا گیا تھا، پھر اسکے فوراً بعد جب خلافت ترکیہ کو توڑنے کے بعد شریف مکہ سے انقلاب کے نام سے وادیء حجاز کو چھڑوا کر المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے نام سے نئی ریاست قائم کی گئی جسکے مذہبی شعبہ کا سربراہ الشیخ محمد بن عبدالوہاب کو بنایا گیا تھا جو انگریزی سی آئی ڈی افسر ہمفرے کا تیار کردہ تھا، اور سیاسی حکمرانی محمد بن سعود یعنی آل سعود کو دی گئی جو برطانوی بیوروکریسی کا ایک افسر تھا اور مشہور یہ کیا گیا کہ محمد بن عبدالوہاب، آل سعود والوں کا مذہبی روحانی مرشد اور استاد تھا، پھر جب حکومت سعودیہ قائم ہو چکی تو انکی ذمہ داری لگائی گئی کہ آپ حنبلی فقہ کے ہوں یا کچھ بھی ہوں ہمیں اس سے واسطہ نہیں آپ نے بہر صورت اصل مذہبی اسٹرکچر ہمارے دوست فرقہ اہل حدیث کی رہنمائی میں تیار کرنا اور چلانا ہے۔ اسکے بعد حکومت سعودیہ برطانوی احکامات پر

پابندی سے فرمانبردار رہتے ہوئے اہل حدیثوں کی اپنی مملکت میں تو مکمل طریقہ سے
اطاعت گذار رہتی آرہی ہے لیکن انکو باہر مسلم ممالک میں بھی اسٹبلش کرنے کیلئے کروڑوں
اربوں ریالوں کی بجٹ صرف کررہی ہے یہ سب کچھ اس لئے کہ اسلام کے نام پر قرآن کی
تعبیر وتفسیر کے طور علم حدیث کو ماخذ اور اصل دین تسلیم کرواکے انکی روشنی میں اسلامی
معاشرے قائم کئے جائیں، تاکہ قرآن کو براہ راست کوئی بھی سمجھنے اور دین سیکھنے کیلئے نہ
پڑھے۔ میں یہاں قارئین کیلئے قرآن اور مروج علم حدیث کے اندر نظریاتی ٹکراء کا مثال
بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، قرآن میں رب پاک نے فتنہ کیلئے فرمایا کہ والفتنة اشد من
القتل (۱۹۱-۲) یعنی فتنہ قتل سے بدتر ہے اور بڑھکر ہے، پھر سورت انفال میں فرمایا کہ ان فتنہ
باز کفار کو اتنے تک قتل کرو قاتلوھم حتی لاتکون فتنه (۳۹-۸) اتنے تک قتل کرو جو فتنہ
کی جڑا کھڑ جائے۔ پھر حدیث کی کتاب بخاری میں کتاب الایمان میں ایک باب ہے من
الدین الفرار من الفتن یعنی فتنوں سے بھاگ کر کہیں دور نکل جانا یہ دین میں سے
ہے۔ اس باب میں جو حدیث لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع
القطر یفر بدینه من الفتن یعنی ایسا وقت قریب ہے جو مسلم آدمی کا اچھا مال بکریاں ہوں
جنہیں وہ فتنہ کے دنوں میں جبل کی چوٹیوں یا بارش کے چراگاہوں میں لے جاکر رہائش
اختیار کرے فتنوں سے بچنے کیلئے، دیکھا جناب قارئین! قرآن نے تو حکم دیا کہ فتنہ کے
زمانے میں فتنہ باز لوگوں کو اتنے تک قتل کرو جو انکی فتنہ انگریزی ختم جائے اور علم حدیث کہتا
ہے کہ فتنہ کے دنوں میں بکریاں لے کر پھاڑوں اور چراگاہوں میں چلے جاؤ (تو پیچھے
تمہارے ملک اور شہروں پر حدیث ساز امام بخاری کے رشتہ دار منگول اور تاتاری قابض
ہوجائیں جو ہوکر بھی رہے) محترم قارئین! ایسے علم حدیث کو امت مسلمہ سے منوانے اور
اسکے پیچھے چلانے کیلئے اب عالمی سامراج اور انکے کالے تیتر اہل حدیث وہابی مسلم امت
میں فٹ کئے ہوئے ہیں ان دونوں نے علم حدیث کو بچانے اور منوانے کیلئے جو حیلہ سازی کی

ہے وہ انکی زبانی انکے قلم سے ملاحظہ فرمائیں یہ انکی عبارت لاہور سے اہل حدیثوں کے
رسالہ ماہوار رشد کے قراءات پر اسپیشل نمبر شمارہ جون 2009 سے اقتباس نقل کرکے پیش کر
رہا ہوں۔

جمع کتابی

جمع کتابی سے ہماری مراد وہی کام ہے جسے مجمع الملک فھد نے شروع کیا ہے، آگے بڑھانا
ہے۔ جس طرح مجمع الملک فھد نے چار متداولہ روایات پر مصاحف نشر کئے ہیں، اسی طرح
باقی وہ تمام روایات جو قراءات عشرہ کے نام سے کلیات اور مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی
ہیں اور علمی طور پر موجود ہیں اور قراءات کے بے شمار علماء دنیا بھر میں موجود ہیں، جو خدمت
قرآن میں اپنی زندگیاں صرف کررہے ہیں اور ہزاروں کے تعداد میں طلبہ قراءات کی تعلیم
حاصل کررہے ہیں، اس کو عملی طور پر مصاحف کی شکل میں شائع کیا جائے، تاکہ وہ روایات جو
کتب میں موجود ہیں، اور زبانی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں عملی اور کتابی طور پر مصاحف کی
صورت میں سامنے آجائیں۔ یہ مبارک کام اگر ہوجائے تو کئی اہم فوائد حاصل ہوسکتے
ہیں، جنہیں زبانی بحث ومباحثہ سے حاصل نہیں کرسکتے۔ ان فوائد میں سے چند اہم فوائد ہم
ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

جمع کتابی کے فوائد

پہلا فائدہ: قراءات متواترہ کو مصاحف کی شکل میں جمع کرنے کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے
کہ اس سے تاقیامت فتنہ انکار قراءات کا عوامی سطح پر قلع قمع ہوجائے گا۔ کوئی بھی شخص
انکار قراءات کی طرف پیش قدمی کرنا چاہے اور عوام کو اس کے مقابلہ میں مصحف پیش کردیا
جائے تو عوام اس کی بات پر کان دھرنے کے بجائے اس کے درپے ہوجائیں کہ تو قرآن کا
انکار کرتا ہے۔

دوسرا فائدہ: بحیثیت قراءات کیلئے عوام کی سطح پر خاص علمی دلائل دینے کی چندہ ضرورت نہیں
رہے گی۔ صرف قرآن کا دکھا دینا ہی کافی ہوگا جس سے وہ مطمئن ہوجائیں گے۔ اگر ابتداء

مطمئن نہ بھی ہوں تو کم از کم انکار نہیں کر سکیں گے کیونکہ اگر انکار کیا تو قرآن کا انکار لازم آئے گا۔

تیسرا فائدہ: جمع کتابی کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آج کل دنیا میں قرآن کے متعلق جو نمائشیں ہوتی ہیں، جن میں قرآن کریم مختلف شکلوں، مثلاً چھوٹے ترین یا بڑے ترین خط میں قرآن، ایک بینر پر لکھا ہوا مکمل قرآن، قرآن کے قدیم سے قدیم نسخہ جات، مختلف خطوں میں لکھے ہوئے متعدد قرآنوں کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، جو کہ مسلمانوں کی قرآن سے محبت کی غمازی کرتی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر جمیع روایات میں شائع شدہ قرآن بھی موجود ہوں گے تو ایسی نمائشوں میں ایک علمی اضافہ ہوگا جس سے ان کی اہمیت مزید بڑھے گی۔

چوتھا فائدہ: جمع کتابی کا ایک انتہائی اہم فائدہ یہ ہے کہ فتنہ انکار حدیث کی سرکوبی ہوگی، کیونکہ انکار حدیث کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ احادیث سے قراء کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ منکرین قراءات کے مطابق قرآن کی قطعیت کے منافی ہے۔ لہٰذا وہ احادیث جن میں قراءات کا ذکر ہے غیر مستند ہیں اور جن روایوں سے وہ روایات منقول ہیں وہ غیر ثقہ ہیں۔ جب قراءات مصاحف کی شکل میں میں موجود ہوں گی تو جس طرح قراءات کا انکار ناممکن ہوگا اسی طرح انکار حدیث جو قراءات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، ختم ہو جائے گا اور اس سے انکار حدیث کی باقی بنیادوں پر بھی زد پڑے گی۔

پانچواں فائدہ: جمع کتابی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ کسی بھی روایت کا مصحف جب تحقیق کے بعد شائع ہو جاتا ہے تو وہ رسم اور ضبط میں معیار بن جاتا ہے۔ پھر جب بھی کوئی مسئلہ پیش آئے تو مصحف کی طرف رجوع کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح جن روایات میں مصحف شائع ہو چکے ہیں وہ رسم اور ضبط میں بھی ایک معیار بن چکے ہیں اور جن روایات میں مصاحف شائع نہیں ہوتے اور ان میں پایا جانے والا اختلاف شائع شدہ مصاحف میں موجود بھی نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مصاحف مطبوعہ میں اشمام الحرکۃ کی مثال تو موجود ہے جیسے قیل لیکن کسی بھی مصحف میں اشمام الحرف بالحرف کی مثال موجود نہیں۔ جس طرح صراط اور

اصدق میں ص اور زاء کا اشمام اگرچہ کتب میں موجود ہے۔ اسی طرح امام یعقوب کی قراءات میں یاءات زائد کی ہے جو یاءات زوائد وقف اور وصل دونوں میں پڑھی جاتی ہیں ایسی مثالوں کیلئے بھی مصاحف کی صورت میں معیار مقرر کرنے کی ضرورت ہے جو کہ جمع کتابی کی صورت میں حاصل ہو جائے گا۔

جمع کتابی کے سلسلہ میں کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ اور دیگر اداروں کی خدمات

کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ نے جہاں خدمت قرآن کے بہت سے سلسلہ شروع کر رکھے ہیں، وہاں جمع کتابی کے سلسلہ میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا اور اس میں وہ کام کیا ہے جو کہ تاریخ اسلام میں اپنی نوعیت اور جامعیت کے اعتبار سے یگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ وہ یہ کہ قراءات قرآنیہ عشرہ متواترہ، جو کہ کلیات اور مدارس میں صدیوں سے پڑھائی جا رہی ہیں اور جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ قواعد وضوابط اور پڑھنے کی انداز تو کتب قراءات میں موجود ہیں، لیکن باقاعدہ مصاحف کی شکل میں موجود نہیں ہیں، کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور کے فضلاء میں سے تقریباً بارہ محقق اساتذہ نے محنت شاقہ فرما کر تین سال کے عرصہ میں وہ تمام غیر متداولہ قراءات میں سولہ مصاحف تیار کر لیے ہیں اور جیسا کہ راقم نے پہلے عرض کیا ہے کہ کام اپنی نوعیت اور جامعیت کے حوالے سے تاریخ اسلامی کا پہلا کام ہے۔ یہ کام کویت کے عالمی ادارہ حامل المسک الاسلامیہ کی سربراہ تنظیم لجنۃ الزکاۃ للشاوالشویخ کے ایما کیا گیا ہے، جس کی مراجعت کیلئے مذکورہ تنظیم کے ذمہ داران کا لجنۃ مراجعۃ المصاحف، مصر سے تعاقد ہے اور آج کل یہ مشروع اسی ادارہ کے زیر انتظامیہ تنفیذی مراحل میں ہے۔

ان مصاحف کی تیاری میں مجمع الملک فہد کی طرف سے شائع کردہ روایت حفص کے مصحف کو اساس بنایا گیا ہے اور قراءات عشرہ کے متعدد اختلافات کے مطابق علم رسم، علم ضبط اور علم الفواصل کی فنی تفصیلات کا لحاظ کرتے ہوئے رسم مصحف میں تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ ذیل

میں ہم متعدد علوم سے متعلق ان کتب کی ایک فہرست ذکر کرتے ہیں، جن کی روشنی میں اس سارے علمی کی سرانجام دیا گیا: (صفحہ نمبر ۶۷۷۔۶۷۸) اقتباس ختم

جناب قارئین! میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ شاہ فیصل شہید کے قتل کا خفیہ سبب اسکی تفہیم قرآن کیلئے کوششیں تھیں لیکن ظاہری سبب وہ مشہور کیا گیا جو دنیا نے دیکھا اور سنا، اسکے بعد جب شاہی خاندان کے جانشین حکومت چلا رہے ہیں تو انہوں نے بغیر پس و پیش کے بغیر حیلہ وحجۃ کے قرآن حکیم کو مختلف قرائتوں اور روایتوں کے نام پر شائع کرانا شروع کردیا ہے اب برطانوی ادارہ جھنگل کی حویلی والے امام اور اہل حدیث فرقہ کے لوگ ان حکمران آل سعود سے خوش ہیں اہل حدیثوں کے رسالہ ماہوار رشد لاہور نے مجمع الملک فہد بن عبدالعزیز کی خدمات کا ایسی قراءات والے مصاحف چھپوانے پر تعریف کرتے ہوئے صفحہ نمبر 680 پر لکھا ہے کہ۔ گذشتہ صفحات میں ہم مجمع کی جمع کتابی کے سلسلہ میں خدمات پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ مجمع ملک فہد روایت حفص کے علاوہ باقی تین متداول روایات میں مصاحف شائع کرکے باقائدہ اس کام کی بنیاد ڈالی ہے (اقتباس ختم) ہم امت مسلمہ والے سب لوگ دعوی کرتے ہیں کہ صدیوں سے یعنی جناب رسول اللہ کے زمانہ سے لیکر خود رسالت مآب علیہ السلام کے ہاتھوں لکھے ہوئے نسخہ سے جو لکھوائے ہوئے جو صبح و شام کی کلاسوں میں نسخہائے قرآن تیار کرائے گئے تھے (۵۔۲۵) آج تک کے جملہ نسخہائے قرآن انہیں مقدس محمدی نسخوں کی نقل ہیں ان مروج نسخہائے قرآن کو مصاحف عثمانی اور قراءات حفص کے نسخوں کا نام دینا غلط ہے اور سازش ہے سات حرفوں میں نزول قرآن کی جھوٹی حدیث کے بہانے سے مزید تحریفیں کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔

جناب قارئین! صدیوں سے امت مسلمہ قرآن کے انقلابی، انسانی، سماجی، معاشی مساوات کے عادلانہ نظام سے محروم ہے، جس کا واحد سبب امت والوں کے واحد اثاثہ علمی، قرآن حکیم کے اندر معنوی تحریفات ہیں جو من گھڑت اور جعلی حدیثوں سے کی گئی ہیں ان جعلی احادیث

میں نہ صرف معنوی تحریفات کی روایات شامل ہیں بلکہ اس علم حدیث میں قرآن حکیم کے الفاظ اور متن میں تحریفات لفظی کے لئے بھی حدیثیں بنائیں گئیں تھیں، آج جب مسلم ممالک اور مسلم امت والے سیاسی لحاظ سے عالمی سرمایہ داروں کے غلام بن گئے ہیں تو امت والوں کی ایسی کمزوری کا فائدہ لیتے ہوئے، فلاح انسانی کے اس انقلابی کتاب قرآن کے اب تحریف حرفی اور لفظی والے ایڈیشن چھپاوانے کی بھی یہ لوگ جسارت کرینگے۔

اے امت مسلمہ کے غیر تمند مؤمنو! مسلمو! آج مذاہب عالم کے مقابلہ میں لے دے کہ آپ کے پاس علم وحی کی خالص کتاب قرآن حکیم ہی جا کر بچا ہے، دشمن اب آپ کی صفوں میں اپنی فٹ کردہ کالی بھیڑوں کی معرفت آپ کا مایہ ناز و افتخار کتاب قرآن جو محمدی قرائت والی ماسٹر کاپی سے، نبوی نسخہ سے نقل کردہ موجود ہے اس کے اندر پاکستانی اہل حدیث وہابی لوگ جمع کتابی کے عنوان کے تحت اشام حرفی کے نام قرآنی ایڈیشن چھپوانے کا عندیہ دے چکے ہیں (بحوالہ رسالہ رشد لاہور قراءات نمبر حصہ اول صفحہ نمبر ۶۷۸) آگے پھر امت والوں کے نبض کو دیکھتے دیکھتے ایسے بھی قرآن چھپوا سکیں گے جن میں بڑی عمر والے آدمی کو کوئی عورت اپنا دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنانی والی نام نہاد آیت (بحوالہ ابن ماجہ) اور زنا کی سزا کیلئے سنگسار کے ذریعے قتل کرنے والی نام نہاد آیت (بحوالہ بخاری) والے ایڈیشن چھپوانے کی بھی نوبت لے آئینگے، اس لئے

"اٹھو ورنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی" "دوڑو کہ زمانہ چال قیامت کی چل پڑا"
تم بھول گئے سنت منصور کو شاید" ہم پھر یہ تماشہ سر بازار کرینگے

قرآن ایک قرآئت میں دیا گیا ھے ،سات میں نھیں

قران کا پہلا معلم اللہ ہے

الرحمان علم القران (۲_۵۵)

اللہ نے سکھایا قرانؔ

اللہ سے براہ راست قران پڑھنے والا جناب رسول ہے۔

سنقرئك فلا تنسیٰ (۶_۸۷)

ہم تجھے پڑھائینگے پھر تو اسے کبھی نہیں بھولے گا

ہماری پڑھائی ہوئی قرائت کی اتباع کرنا

فاذاقرئناہ فاتبع قرانہ (۱۸_۷۵)

پھر جب ہم اس کو پڑھیں تو ہماری اس پڑھی ہوئی قرائت کی پیروی کرنا

اس کتاب کی قرائت کل ایک ہے

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۸۲_۴)

اگر یہ قران غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سارے اختلاف پاتے

(اختلاف ہوتا ہی ایک سے زائد متعدد چیزوں میں ہے)

اب یہ ایک قرائت ہی قول رسول ہی ہے

انہ لقول رسول کریم (۴۰_۶۹)

بلاشک یہ قرآن رسول محترم کی قولی پڑھت ہے

قول رسول والی پڑھائی کنفرم اور طۓ شدہ ہے

انہ لقول فصل (۱۳_۸۶)

بلاشک یہ قرآن رسول اللہ کی زبانی سنایا ہوا فیصل شدہ ہے

کتاب قرآن کوئی مذاق نہیں ہے جس کی کئی ساری قرائتیں بنائی جائیں

وماھو بالھزل (۱۴_۸۷)

اور یہ کتاب کوئی بے سود بے مقصد چیز نہیں ہے

قرآن میں قراءات کا تنوع اور تعداد اللہ کے شان کے خلاف ہے

وما یبدل القول لدی (۵۰_۶۹)

میری دربار میں قول بدلا نہیں کرتے

میرے اقوال کو قراءات کے بہانوں سے بدل بدل کر پڑھنا ظلم ہے

وما انا بظلام للعبید (۲۹_۵۰)

اور میں اللہ (اپنے اقوال بدل بدل کر) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں

اقوال میں قراءات یا اور بہانوں سے ہیر پھیر کر کے اختلاف کرنا یہ تمہارا شیوہ ہے

انکم لفی قول مختلف (۸_۵۱)

قول اور سخن میں اختلاف اور تعدد یہ تمہارے کرتب ہیں

جبکہ آپ کی طرف قرآن کا القا اللہ حکیم اور علیم کی طرف سے ہوا ہے تو اس میں

قرآئتوں کے بہانے ہیر پھیر کا کسی کو حق نہیں پہنچتا

وانك لتلقی القرآن من لدن حکیم خبیر (۶_۲۷)

اس قرآن میں قراءات یا کسی بھی اور بہانوں سے اللہ کی پڑھائی ہوئی قرائت کے سواء کسی کو

گھڑاوتوں کے گھڑنے کا حق نہیں پہنچتا

وما کان ھذا القرآن ان یفتری من دون اللہ (۱۰_۳۷)

قراءات حرفی لفظی کے تعدد اور اختلاف سے کلام اللہ میں تحریف و تبدیلی تو یقینی

ہوجائیگی، لیکن صرف

سر اور آواز کے طور طریقوں کے بدلنے سے بھی یعنی لہجوں کے بدلنے سے بھی معنی مفہوم بدل

جاتے ہیں۔ جس کے لئے فرمایا گیا کہ

ولتعرفنھم فی [illegible] ل (۳۰_۴۷)

یعنی اے رسول، اے مخاطب قرآن! آپ تو ان منافقین اور اندر کھوٹوں کے قول کے
آواز سے "سر" سے ہی انہیں پہچان جائیگے۔

یہ فقیہان زمانہ دین کے سوداگر ہیں

یہ تجارت ہے انہیں راس، بڑی تاجر ہیں قرآن کے لئے ایک سے زائد قرائتوں کا نظریہ قرآن میں کجی اور ٹیڑھا پن ثابت کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے فاضل جناب مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب کی کتاب "علم قرائت اور قراء سبعہ" کے نام سے دارالاشاعت انار کلی لاہور والوں کی شائع کردہ میرے سامنے موجود ہے اس کتاب کی مدح میں قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر صدر القراء وغیرہ یعنی چار عدد عالموں کی تقریظیں بھی لکھی ہوئی ہیں، جس میں اعظمی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ 26 پر مبادی کے عنوان سے علم قرائت کے تعارف کے لئے دس عدد امور پر روشنی ڈالی ہے جو یہ ہیں،
تعریف، موضوع، ثمرہ، فضلیت، نسبت، واضع، نام، استمداد، حکم، مسائل۔

جناب قارئین! اعظمی صاحب نے اس علم قرائت کی جو تعریف لکھی ہے وہ یہ ہے کہ۔قرائت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہو جو نبی کریم علیہ السلام سے سن لینے کی بناء پر ہے، اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔

جناب قارئین! اس تعریف کی عبارت پر آپ نے غور فرمایا کہ قرائت کے علم میں یہ بات شامل ہے اور طئے بھی ہے کہ متن قرآن اور عبارت قرآن میں، جناب رسول اللہ سے سننے والے اصحاب رسول میں اتفاق نہیں تھا، اس لئے قرآن حکیم کی نقل جناب رسول سے متفق علیہ نہیں ہے۔یعنی ان اختلافات اور نقل کردہ ایات قران، کلمات والفاظ قرآن کے تصفیہ کرنے کیلئے قرائت کا علم وضع کیا گیا ہے۔آگے مصنف کتاب جناب اعظمی صاحب نے علم قرائت کے جن دس عدد تعارفی امور کو گنوایا ہے ان میں ایک امر ہے کہ اس علم کے وضع کرنے

والے واضع کون ہیں۔اسکے ذیل میں لکھتے ہیں کہ واضع۔اس کے واضع قرائت کے ائمہ ہیں کیونکہ اس کو انہیں حضرات نے مرتب کیا ہے، اور بعض کے قول پر ابو عمر حفص ابن عمر دوری ہیں۔

جناب قارئیں! آپ نے غور فرمایا کہ مصنف اعظمی صاحب نے ایک طرف جناب رسول سے اسکے شاگرد اصحاب کرام کے قرآن نقل کرنے میں اختلاف کو ثابت کیا، پھر ایسے نقل میں اتفاق واختلاف کے فیصلے کرتے کے لئے جو علم قرائت ایجاد کیا ہے تو اس علم کو وضع کرنے والے ایسے امام لوگوں کو اصحاب رسول کے عمل پر رجح بنایا ہے جو امام لوگ تیسری صدی سے لیکر چھٹی ساتویں آٹھویں صدی کے لوگ ہیں۔قرائت کے چھٹی ساتویں آٹھویں صدی کے بڑے نام شاطبی اور ابن جزری ہیں۔

علامہ اعظمی صاحب نے اپنی کتاب میں صفحہ ۳۱ پر حافظ ابوشامہ اور سید علی النوری کے حوالہ سے قرآئت اور قرآن کو سنت قرار دیا ہے، جبکہ ایسا نظریہ امت کے ساتھ قرآن کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ ہے اور قرآن میں خیانت ہے، وہ اس وجہ سے کہ قرآن نے تو امر کے صیغہ سے فرمایا ہے کہ فاقرأوا ما تیسر من القرآن (۲۰-۷۳) سوامر وجوب کے لئے ہوتا ہے، قرآن کے لئے وجوب کو نہ ماننا یہ منکرین قرآن کا شیوہ ہے، اس لئے کہ اللہ نے تو جملہ قرآن کو فرض کیا۔ ہوا ہے پڑھکر دیکھیں ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد (۲۸-۸۵)۔

جناب قارئیں! دیکھتے جائیں کہ یہ فن قرائت بھی، اس امامی گینگ کی ایجاد ہے جو قرآن کی فرضیت کے منکر ہیں، آپ نے تو دیکھ لیا کہ اللہ نے قرآن کو فرض قرار دیکر نازل کرنے کی بات کی لیکن اس کے مقابل امامی علم والوں نے اسے تسلیم نہیں کیا، انہوں اپنی گھڑی ہوئی حدیثوں کو تو فرض اور واجب کا درجہ دیا ہوا ہے لیکن قرآن کو سنت بنادیا، اور سنت کی معنی یہ قرار دی کہ جس کے کرنے پر ثواب ملے اور نہ کرنے پر سزا نہ ملے۔

کتاب ''علم قرائت اور قراء سبعہ'' کے مصنف مولانا قاری ابوالحسن اعظمی دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر مبادی کے عنوانات کے تحت ایک عنوان دیا ہے، ''استمداد'' کے نام سے، اس میں لکھتے ہیں کہ اس (علم قرائت) کا استمداد اور سہارا ائمہ کی ان صحیح اور متواتر نقلوں سے ہے جوانکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہیں یعنی کسی کا ایجاد کیا ہوانہیں ہے۔

(کتاب کی عبارت ختم) جناب قارئین! یہاں تو شاید آپ بھی مجھ پر اعتراض کرینگے کہ مولانا قاری اعظمی صاحب نے درست تو فرمایا ہے کہ یہ علم قرآئت کسی کی ایجاد نہیں ہے یہ تو اللہ کی ایجاد اس کے رسول کے معرفت ہمیں ملی ہے، سو جواب میں، میں عزیز اللہ بھی اس حد تک بات کو درست مانتا ہوں کہ قرآئت قرآن اللہ کی ایجاد ہے اور اس کے رسول کی معرفت ہمیں ملی ہے لیکن جس چیز پر اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کو اماموں کی روایات کا قیدی بنانا، علم قرآئت کے ذریعے سے، اسی سے ہمیں اختلاف ہے، امامی روایات نے جو تحریفی گند ایجاد کیا ہے وہ عوام کے لوگوں کو شاید کم ہی معلوم ہو، میں اماموں کی روایات کے اس تحریفی گند سے قارئین کو ضرور آگاہ کروں گا لیکن پہلے وہ گند جو خود اپنی کتاب میں مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند نے خود بھی لایا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں اور یہ گند اعظمی صاحب کی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۵ کی مکمل فوٹو اسٹیٹ دے رہا ہوں اسے آپ پہلے پڑھیں اس کے بعد میرا تبصرہ پڑھیں۔

اختلاف حروف سے علمی فوائد واحکام

سات حروف کے اختلاف سے بہت سے احکام اور علمی فوائد نکلتے ہیں بطور نمونہ علمی فوائد کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

1. متفق علیہ حکم کا اظہار جیسے سورۃ نساء میں ''ولہ'' اخ واخت کے بعد حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قرائت میں من ام کا لفظ بھی ہے اس سے خوب ظاہر ہوجاتا ہے کہ

یہاں وہ بھائی بہن مراد ہیں جو اخیافی ماں شریک ہوں، اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

اور اسی لیے مسئلہ مشترکہ میں علماء کی رائے مختلف ہے، اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ کسی مرنے والے نے چار قسم کے وارث چھوڑے۔

۱۔ میاں بیوی میں سے کوئی ایک،
۲۔ ماں یا دادی اور نانی میں سے کوئی ایک،
۳۔ اخیافی بہن بھائی،
۴۔ عینی بھائی بہنوں میں سے ایک یا زائد،

پس اکثر بھائی صحابہؓ اور ان کے بعد لوگوں کی رائے پر اخیافی اور عینی دونوں قسم کے بھائی بہن ایک تہائی میں شریک ہوں گے، کیونکہ سب ایک ماں سے ہیں اور یہی حضرت امام شافعی (م ۲۴۰ھ) امام مالک (و ۹۳ھ م ۱۷۹ھ) اور اسحاق (و ۱۶۱ھ م ۲۳۸ھ) رحمہم اللہ تعالی وغیرہ کا مذہب ہے۔

اور صحابہؓ کی رائے یہ ہے کہ صحیح قرائت کے ظاہری الفاظ کی بنا پر تہائی حصہ صرف اخیافی بہن بھائیوں کو ملے گا اور عینی بھائی محروم رہیں گے اور یہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) اور ان کے تینوں اصحاب کا اور امام احمد بن جنبل (و ۱۶۴ھ م ۲۴۱ھ) اور داؤد ظاہری رحمہم اللہ تعالی وغیرہ کا مذہب ہے۔

تبصرہ

جناب قارئین! اس کتاب علم قرائت میں آپنے پڑھا کہ سورت النساء آیت نمبر ۱۲ میں صحابیء رسول سعد بن ابی وقاص کی روایت بتائی گئی ہے کہ اس نے جناب رسول سے آیت کے جملہ ولہ اخ او اخت کے بعد من ام کا لفظ بھی سنا ہے۔ اس اضافہ سے آیت کی معنی اور صورت یہ بنجاتی ہے کہ فوتی مرد یا عورت جو لا اولاد ہے اس کا ورثہ اس کے جو بھائی بہن میں ہیں عینی رشتہ والی یعنی اپنے ماں باپ سے ہیں ان کو دینا تھا، لیکن من ام لفظ ملانے سے اب وہ حقیقی بھائی بہن محروم ہوجاتے ہیں اور ورثہ ان بھائی بہنوں کو جاکر ملیگا جو اخیافی ہوں یعنی جو فوتی

کے باپ سے پہلے فوتی کی ماں کی شادی کسی اور شخص سے تھی اور اس سے جو اسے لڑکا اور لڑکی ہوئے تھے یعنی ماں شریک بھائی بہنوں کی طرف ورثہ چلا جائیگا، اور حقیقی بھائی بہن محروم ہوجائینگے، محترم قارئیں! صدیوں کے پرانے نسخے یا نئے نسخے قرآن حکیم کے دنیا بھر کے ناشروں کے کھول کر پڑھے جائیں آپ کو کہیں بھی کسی بھی نسخہ قرآن میں سواء علم الاحادیث کی کتابوں کے سورت نساء آیت نمبر ۱۲ میں ولہ اخ او اخت کے بعد "من ام" کا اضافہ نہیں ملے گا یہ اضافہ کی روایت جھوٹی ہے۔ روایت جناب رسول اللہ پر الزام ہے، بلکہ یہ روایت جناب سعد ابن وقاص صحابیء رسول کے نام سے منسوب کرنا بھی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس جھوٹی اور من گھڑت روایت کیلئے رسول کے صحابی سعد ابن ابی وقاص کا نام اسلئے تجویز کیا گیا ہے جو یہ صحابی فتح فارس کی جنگ قادسیہ کا فاتح اور ہیرو ہے سو سنی لوگ شیعوں سے نفرت کی وجہ سے آنکھیں بند کرکے اپنے فاتح اور ہیرو کی روایت کی حدیث کو قبول کرینگے اس طرح سے قرآن میں دخل اندازی کی ملاوٹ کو قبول کرایا جاسکیگا، مجھے عجب ہوتا ہے اس کتاب "علم قرائت" کے مصنف مولانا قاری ابوالحسن اعظمی کے عقل وفہم کے اوپر جو اس صاحب نے اس مضمون کو عنوان دیا ہے، اختلاف حروف سے علمی فوائد واحکام کا، یعنی قرآن حکیم میں جو اللہ کی دعوی اور اعلان ہے کہ میری اس کتاب میں کوئی اختلافی قرائت اور اختلافی حکم نہیں ہے (۸۲-۴) جبکہ ، دعویٰ اور اعلان کا اس اضافہ (من ام) سے تو کباڑہ ہوگیا، لیکن دیوبند کے فاضل مولانا قاری اعظمی صاحب صرف اس پر خوش ہوگئے کہ من ام کے اضافہ سے (مشہور دشمن قرآن) امامی شافعی جو علم حدیث کیلئے وحی غیر متلو کی اصطلاح ایجاد کرنے والا ہے اس کا موقف فقہی سچا ہوگیا کہ اخیافی بھائی بہن کو بھی ورثہ بھی میں حصہ دیا جائیگا، اب کوئی بتائے کہ علم حدیث کی سات قرائتوں یا سبعۃ احرف کی روایات کے مطابق اگر قرآن حکیم کے نئے ایڈیشن حکومت سعودیہ یا ان کی پروردہ تنظیم اہل حدیث اور انکی سرپرست اور آقا اتھارٹی عالمی سامراج برطانیہ والے چھپوائیں گے یا بحوالہ رسالہ "رشد" قراءات نمبر جون 2009، لاہور 670 تا 680 سعودی والے

چھپوا بھی چکے ہیں تو چو کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی جناب قارئیں! کتاب "علم قرائت اور قراء سبعہ" کے مصنف نے کتاب کے صفحہ 26، 27 پر جو علم قرائت کے دس عدد مبادی لکھے ہیں ان میں سے تیسرے نمبر پر "ثمرہ" لکھا ہے یعنی علم قرائت کا فائدہ کیا ہے، اس کیلئے لکھتے ہیں کہ قرائت کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ اس قرآن مجید تحریف وتغیر اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے، اور ائمہ کی تمام قراءات بھی معلوم ہوجاتی ہیں، محترم قارئیں! جتنے تک کہ جناب رسول اللہ کو اللہ عزوجل کی سکھائی ہوئی ایک قرائت سنقرئك فلاتنسى ، ہم آپ کو ایسا تو پڑھائینگے جو آپ کبھی بھی نہ بھولینگے (۶-۸۷) کی بات ہے تو اس آیت سے تو ایک قرآئت ثابت ہوتی ہے نیز آیت ان علینا جمعه و قرآنه (۷۵-۱۷) سے قرآن کی پڑھت ایک قسم کی ثابت ہوتی ہے اور اعلان قرآن کہ انہ لقول رسول کریم (۴۰-۶۹) یعنی یہ قرآن قول رسول ہے اس سے قول کی وحدت سے قراءات کے تعداد کی نفی ہوتی ہے اور جو مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب نے ثمرہ کی عبارت میں لکھا ہے کہ علم قرائت سے ائمہ کی تمام قراءات بھی معلوم ہوجاتی ہیں، قرآن تو اس کا بھی رد فرماتا ہے کہ وما یبدل القول لدی (۲۹-۵۰) یعنی میرے قول بدلا نہیں کرتے۔ اگر میں اپنے اقوال اماموں کی تعداد کے مطابق بدلاتا رہوں تو وما انا بظلام للعبید یہ تو بندوں پر بڑا ظلم ہوجائیگا جبکہ میں اللہ ظالم نہیں ہوں۔ جناب مولانا قاری ابوالحسن اعظمی فاضل دیوبند لکھتے ہیں کہ علم قرائت کا حکم یہ ہے کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے پس اگر کوئی بھی نہ سیکھے گا تو سب گنہگار ہونگے، محترم قارئیں! امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ جناب قاری اعظمی صاحب نے قرآن کی قرائت قرآن پڑھنا یہ فرض کفایہ قرار دیا ہے ان کے اس فرمان کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فن قرائت اپنی اپنی مخرجوں کے حوالوں سے حروف کی ادائگی والی قرائت یہ فرض کفایہ ہے یعنی اس طرح کوئی ایک آدمی سیکھ کر پڑھے تو باقی سب لوگ اگر بغیر صحت مخارج کے غلط سلط پڑھینگے تو گناہ نہیں ہوگا، اگر میری یہ توجیہ غلط ہے یعنی غلط پڑھنے سے گناہ ضرور ہوگا تو دوسری معنی اور توجیہ

قاری اعظمی کی حکم قرائت کی تعریف سے یہ لازمی بنتی ہے کہ علم قرائت کے عالم قاری کے سواء کوئی اور قرآن نہ پڑھے، بہرحال جناب قارئیں اعظمی صحابی فاضل دیوبند کے اس فرمان سے متعلق میرا اعرض یہ ہے قرآن پڑھنا سمجھنا بہر صورت فرض عین ہے فرض کفایہ نہیں ہے فاقرئواماتیسر من القرآن کا حکم فاضل دیوبند کے فرض کفایہ والے اعلان کو قرآن دشمنی قرار دیتا ہے۔ جناب قارئیں! اب جو جھنگل کی حویلی سے تیار کرائے ہوئے اماموں کی احادیث کی روشنی میں برطانیہ، امریکہ عالمی صیھونیت اور آئی ایم ایف کی برادری میں شریک مملکتہ العربیۃ السعودیہ اور اس کی پروردہ وہابی تنظیم اہل حدیث والے قرآن حکیم کے نئے ایڈیشن علم الروایات کے اضافوں والے کچھ چھپوا چکے ہیں اور مزید چھپوانے کا عزم کئے ہوئے ہیں تو ان دشمنان قرآن کو منصوبوں کے جو مروج علم حدیث سے تائید اور تقویت ملتی ہے آپ قارئین کی دانست کیلئے وہ کچھ روایات عرض کروں تا کہ قرآن کے قدیم دشمنوں کا جدید دشمنوں سے رشتہ اور ایک دوسرے کو سہارا دینا سمجھ میں آسکے۔

حدیث، عن ام سلمه قالت کان رسول الله ﷺ یقطع قرائته یقرء الحمدالله رب العالمین ثم یقف الرحمن الرحیم ثم یقف و کان یقرأها ملك یوم الدین ۔یعنی ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول علیہ السلام الگ الگ کرتے تھے اپنی قرائت کو الحمدللہ رب العالمین کہکر ٹھیر جاتے تھے پھر الرحمان الرحیم پڑھکر ٹھیر جاتے تھے اور وہ (مالك یوم الدین کے عوض) مـلك یـوم الـدیـن پڑھا کرتے تھے (ترمذی ابواب القرائت حدیث نمبر (۲۹۲۷)) جناب قارئیں آپنے دیکھا کہ قرآن میں تحریف لفظی کی حدیث کس طرح بنائی گئی ہے!! یہ حدیث ساز لوگ عوام کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں کہ جیسا لفظ مالک، ایسا ہی لفظ ملک، یعنی یہ دونوں لفظ ایک ہی ہیں جبکہ اس طرح کی توجیہ سراسر غلط ہے مالک اور ملک میں ایک باریک معنوی فرق ہے، یہ اور بات ہے کہ اللہ مالک بھی ہے ملک بھی ہے یعنی بادشاہ بھی ہے، سوقرآن میں جس جگہ اللہ کو مالک کہا گیا ہے وہاں ملک نہیں لکھا جائیگا، لفظ

قاری اعظمی کی حکم قرائت کی تعریف سے یہ لازمی بنتی ہے کہ علم قرائت کے عالم قاری کے سواء کوئی اور قرآن نہ پڑھے، بہرحال جناب قارئیں اعظمی صحابی فاضل دیوبند کے اس فرمان سے متعلق میرا اعرض یہ ہے قرآن پڑھنا سمجھنا بہر صورت فرض عین ہے فرض کفایہ نہیں ہے فاقرئواماتیسر من القرآن کا حکم فاضل دیوبند کے فرض کفایہ والے اعلان کو قرآن دشمنی قرار دیتا ہے۔ جناب قارئیں! اب جو جھنگل کی حویلی سے تیار کرائے ہوئے اماموں کی احادیث کی روشنی میں برطانیہ، امریکہ عالمی صیھونیت اور آئی ایم ایف کی برادری میں شریک مملکتہ العربیۃ السعودیہ اور اس کی پروردہ وہابی تنظیم اہل حدیث والے قرآن حکیم کے نئے ایڈیشن علم الروایات کے اضافوں والے کچھ چھپوا چکے ہیں اور مزید چھپوا کا عزم کئے ہوئے ہیں تو ان دشمنان قرآن کو منصوبوں کے جو مروج علم حدیث سے تائید اور تقویت ملتی ہے آپ قارئین کی دانست کیلئے وہ کچھ روایات عرض کروں تا کہ قرآن کے قدیم دشمنوں کا جدید دشمنوں سے رشتہ اور ایک دوسرے کو سہارا دینا سمجھ میں آسکے۔

حدیث، عن ام سلمه قالت کان رسول الله ﷺ یقطع قرائته یقرء الحمدالله رب العالمین ثم یقف الرحمن الرحیم ثم یقف و کان یقرأها ملك یوم الدین ۔یعنی ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول علیہ السلام الگ الگ کرتے تھے اپنی قرائت کو الحمدللہ رب العالمین کہکر ٹھیر جاتے تھے پھر الرحمان الرحیم پڑھکر ٹھیر جاتے تھے اور وہ (مالك یوم الدین کے عوض) مـلك یـوم الـدیـن پڑھا کرتے تھے (ترمذی ابواب القرائت حدیث نمبر (۲۹۲۷)) جناب قارئیں آپنے دیکھا کہ قرآن میں تحریف لفظی کی حدیث کس طرح بنائی گئی ہے!! یہ حدیث ساز لوگ عوام کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں کہ جیسا لفظ مالک، ایسا ہی لفظ ملک، یعنی یہ دونوں لفظ ایک ہی ہیں جبکہ اس طرح کی توجیہ سراسر غلط ہے مالک اور ملک میں ایک باریک معنوی فرق ہے، یہ اور بات ہے کہ اللہ مالک بھی ہے ملک بھی ہے یعنی بادشاہ بھی ہے، سوقرآن میں جس جگہ اللہ کو مالک کہا گیا ہے وہاں ملک نہیں لکھا جائیگا، لفظ

قرآن ہر جگہ اپنے جملہ نام اوران کے ضمائر مذکر کر کے استعمال کئے ہیں تو یہ امام مافیا کے لوگ کیونکر اس حدیث میں جناب رسول اللہ کے حوالہ سے اللہ کو مونث کہنے کی حدیث بنائے ہوئے ہیں؟ اوران حدیث ساز اماموں کے اندر کا چور خود بھی شاہدی دے رہا ہے کہ حدیث میں کم سے کم میرے پاس موجود نسخہ میں لفظ قال اور قرء کا بھی نہیں لے آئے، میں نے یہ ترجمہ میں مترجم بدیع الزمان کے ترجمہ کی نقل کرتے ہوئے پڑھنا لکھا ہے۔ ترمذی صاحب نے اسی جلد دوم کے ابواب القرائت میں حدیث نمبر ۲۹۳۸ لکھی ہے کہ عن عائشه ان النبی ﷺ كان يقرأ فروح وريحان وجنة نعيم۔ یعنی اس حدیث میں لکھا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام روح را کے زبر کے ساتھ جو لفظ مرحمت کی معنی سے ہے اسے را کے پیش کے ساتھ روح بمعنی الوہیاتی توانائی کر کے پڑھتے تھے جناب قارئیں آپ یہ آیت اپنے مقام پر سورت واقعہ میں پڑھکر دیکھیں وہاں روح را کے زبر کے ساتھ ہی درست معنی مفہوم دیتا ہے، ان حدیث سازوں نے جیسے کہ قرآن کو بگاڑنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ ایسی ترمذی میں جو حدیث نمبر ۲۹۳۹ لائی گئی ہے کہ عن علقمة قال قدمنا لشام فاتانا ابوالدردا۔ فقال افيكم احديقرأ الا قرآئة عبدالله قال فاشا رواالى فقلت نعم قال كيف سمعت عبدالله يقرأهذه الآية والليل اذا يغشى قال قلت سمعة يقرأها والليل اذا يغشى ولذكرو الانثى فقال ابوالدر داء وانا والله هكذا سمعت رسول الله ﷺ وهو يقرأها وهولاء يريد وننى ان اقرأها وما خلق فلا اتا بعهم۔ یعنی علقمہ روایت کرتا ہے کہ ہم شام ملک پہنچے تو ہمارے پاس ابودرداء آئے، پھر کہا کہ تم میں کوئی ایک ایسا آدمی ہے جو عبداللہ بن مسعود کی قرائت کے مطابق پڑھے، کہا کہ پھر لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا پھر میں نے کہا کہ ہاں میں اس کی قرائت کے مطابق پڑھتا ہوں، تو کہا کہ آپ نے کیسے سنا عبداللہ کو جو وہ یہ آیت والليل اذا يغشى پڑھتے تھے کہا علقمہ نے کہ میں نے کہا کہ میں نے اسے سنا پڑھتے تھے والليل اذايغشى ولذكر والانثى پھر اس پر ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے

بھی قسم اللہ کی اسی طرح سنی رسول اللہ سے جو وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔ اور یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں وماخلق بھی لیکن میں ان کے کہنے کی اتباع نہیں کرتا، (حدیث کا خلاصہ ختم) جناب قارئیں آپ نے غور فرمایا یا نہیں کہ حدیث کے متن میں قرائت کے بہانہ سے تو آیت والنهار اذا تجلىٰ بھی گم کی گئی ہے اس کا تو ذکر ہی نہیں کیا جیسے کہ اس کا گم ہونا تو مسلمہ امر ہے باقی بحث صرف جملہ وماخلق کا رہ جاتا ہے، کتنا تو ظلم کیا جا رہا ہے قرآن کے متن کے ساتھ علم حدیث کی روایات کے ذریعے سے علم حدیث کے ایسے اتہامات اور مظالم کا علم عوام کو تو نہیں ہوگا اس پر ان کو کیا کہیں، ان مظالم اور علم حدیث کی قرآن پر چیرہ دستیوں سے تو مولوی لوگ واقف ہیں، خبر نہیں کہ ان کے ایمان بالقرآن کو کونسا زنگ لگ گیا ہے جو کسی کی بھی رگ حمیت نہیں پھڑکتی!

مدہوش ہیں اس دور میں، ہم سب حاتم۔ کیا ان دنوں شراب سستی ہے!!

جناب قارئیں! قرائات کے بہانوں متن قرآن میں اس طرح کی قینچیوں کو ایسا ویسا نہیں سمجھا جائے، امام مافیا کے قرآن دشمنوں کی یہ چوٹیں اپنے اندر بڑی معنویت اور فلاسفی رکھتی ہیں جیسے اس حدیث ترمذی ۲۹۳۹ میں واللیل اذا یغشی کی معنی رات کی کالک جو سب پر پردہ ڈال دیتی ہے اس کا ذکر کر کے پھر جہالت اور ظلمت کی کالک کو جب دن کی تجلی یعنی علم کی حق کی سچ کی روشنی سے ہٹا دیتی ہے، جو کہ علم وحی اور قرآن ہی ہو سکتا ہے تو ترمذی کی اس روایت میں قرآن کی ایسی آیت کو حدیث بنانے والے کھا گئے حذف کر دیا اور تخلیق خداوندی میں جو اسلوب ہر چیز کو جوڑا پیدا کرنا ہے تو اس قرآئت میں لفظ وماخلق کا چبا کر کھا جانا یہ دلالت کرتا ہے کہ یہ لوگ اپنی قرآآت کے ذریعے قرآن کی تخلیق خداوندی کی فلاسفی کو ناقص ادھورا بنا کر ہمیں بھی اپنے جیسا من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه (۴۶-۴) یعنی یھودیوں کی طرح علم وحی کے جملوں کو لفظوں کو اپنے مقابات سے ہٹانے والا بنا رہے ہیں۔ اور قوانین خداوندی کو توڑ رہے ہیں۔ جناب قارئیں اس حدیث

والليل اذا يغشى میں جملہ وماخلق گم کردینے والی حدیث کتاب مسلم نے بھی اپنی کتاب میں لائی ہے۔ جناب قارئیں! میں اب آپ کی خدمت میں کتاب مسلم سے اس کے باب، بیان ان القرآن علی سبعة احرف وبيان معناها سے باب کی پانچویں حدیث کا پچھلا آدھا پیش کر رہاہوں اگرچہ اس قسم کی حدیث کتاب بخاری کی کتاب کے دوسرے مضمون علم تجوید نامی کے اندر لاچکاہوں لیکن اس حدیث میں امام مسلم نے جواللہ اور رسول کے آپس میں رویے دکھائے ہیں ان پر آپکو غور کرنا ہے۔ فقال لی یا ابی ارسل الی ان اقرأ القرآن علی حرف فرددت اليه ان هون على امتى فرد الى الثانيه ان اقرأه على حرفين فرددت اليه ان هون على امتى فرد الى الثالثة اقرأه على سبعة احرف فلك بكل ردة ددتكها مسئله تسأ لنيها فقلت اللهم اغفر لامتى اللهم اغفر لامتى و اخرت الثالثة ليوم يرغب الى الخلق كلهم حتى ابراهيم عليه السلام ۔(خلاصہ) یعنی پھر کہا رسول اللہ نے مجھے کہ اے ابی، اللہ کی جانب سے پیغام بھیجا گیا میری طرف کہ میں پڑھوں قرآن کو ایک قرائت سے تو پھر میں نے اس میسیج کو، اور اللہ کی رسالت کے اس حکم اور پیکیج کو رد کردیا اللہ کی طرف، اس خاطر کہ سہولت دی جائے میری امت کو زیادہ قرائتوں میں قرآن پڑھنے کی، پھر اس کے بعد اس پیغام کو رد کیا لوٹایا میری طرف اللہ نے اس حکم کے ساتھ کہ میں قرآن کو دوعدد قرائتوں پر پڑھوں، پھر بھی میں نے اس پیغام کو بھی اللہ کی جانب رد کردیا لوٹادیا، اس مطالبہ پر کہ سہولت کی جائے میری امت پر مزید قرائتوں کے پڑھنے کی، پھر لوٹایا اللہ نے میری طرف تیسری بار کہ پڑھوں میں قرآن سات قرائتوں پر اور تیرے لئے تیری طرف میرے ہر پیغام کو رد کرنے اور لوٹانے کیلئے جو میں نے آپ کی طرف بھیجے تھے ایک ایک سوال ہے آپ وہ مانگیں مجھ سے۔ پھر میں نے دو سوال تو اپنی امت کی مغفرت سے متعلق کئے اور تیسرا ایسے دن کیلئے ہٹا کر رکھدیا ہے جس دن مخلوق میری طرف راغب ہوگی حتی کہ ابراہیم بھی۔ جناب قارئیں اس حدیث کی ورڈنگ کو

اور اللہ کے لئے جناب رسول کے الفاظ کو پروٹوکول کے حوالوں سے سوچنے کی ضرورت ہے، لیکن جہانتک اس حدیث میں رسول اللہ، اللہ کے وحی والی رسالت کو رد کر رہاہے اس پر میں نے علم تجوید نامی مضمون میں تبصرہ کردیا ہے جو وہ روایت امام بخاری کے کتاب سے اخذ شدہ ہے، اور اس آدھی حدیث کی عبارت جو امام مسلم کی کتاب سے اخذ شدہ ہے ہر امام کے رویے انکی حدیث سازی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔

سات قرائتوں والی حدیث سے

جناب رسول پر انکار وحی کا الزام آتا ہے

اور آیت قرآن انہ لقول فصل بھی جھوٹی بن جاتی ہے اور آیت ومایبدل القول لدی بھی جھوٹی بن جائیگی۔

جناب قارئیں! قران حکیم کی جامعیت جس نے مسائل حیات انسانی کا اتنا تو احاطہ کیا ہوا ہے جو بلاشبہ قرآن کی یہ دعویٰ کہ مافرطنا فی الکتاب من شیء۔(۳۸۔۶) یعنی ہمنے کتاب قرآن میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا، کسی چیز کو ہم نہیں بھولے، کسی چیز کو ہمنے فرو گذاشت نہیں کیا، یعنی ہمنے مسائل وحاجات انسانی کی جملہ چیزوں کو قرآن میں لایا ہوا ہے، تو اس دعوی کے بعد دشمنان قرآن انتہائی حد تک باؤلے ہو گئے کہ ہم اس قرآن میں اگر کوئی ملاوٹ کریں تو وہ کس طرح سے کریں؟ قرآن کا متن اور عبارت اتنی تو متوازن ہے جو اسمیں اگر کوئی ایک بھی اجنبی لفظ ملایا جائے تو وہ مخمل میں ٹاٹ کے ٹکڑے سے پیوند کرنے کی طرح نمایاں اور عیاں ہو کر پڑھنے والے کو دیکھنے والے کو بدزیب، بے جوڑ فضول اور زائد نظر آئے، سو قرآن دشمن مالیا خولیائی ٹیم کو یہ سوجھی کہ اپنی ملاوٹی تحریفات کا جواز یہ بنائیں کہ پہلے عربوں کے سات قبیلے بنائیں پھر ساتوں کے اپنے اپنے جدا جدا محاورے اور لہجے قرار دیں اسلئے پہلے پہل تو قرآن کے رد میں جو انہوں نے علم حدیث، رسول کے نام کا بنایا ہوا ہے، اسمیں ایسی حدیث بنائیں کہ خود رسول اللہ کو جب جبریل قرآن پہنچانے آئے تو رسول اسے رد کردے، احتجاج کرے کہ آپکا یہ رسالت کا لایا ہوا پیکیج نامنظور۔نامنظور۔نامنظور، (مسلم) پھر رسول کا اللہ سے جبریل کی معرفت یہ مطالبہ مشہور کرائیں کہ میری قوم عرب کئی قبائل پر مشتمل ہے اور سب کے اپنے اپنے محاورے لہجے اور ضرب الامثال ہیں اسلئے اس قرآن میں سب کے حروف کو لایا جائے ورنہ نامنظور، جناب قارئیں! مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب ''علم

قرائت اور قراء سبعہ'' کے صفحہ نمبر ۴۰ پر عرب کے وہ سات قبائل بھی گنوائے ہیں جنکی لغات پر قرآن سات حرفوں میں نازل ہوا ہے، قریش، ھذیل، ثقیف، ھوازن، کنانہ، تمیم، یمن، میں یہاں چھوٹی سی گذارش کروں کہ حدیث سازوں کی کذب بیانی قدم قدم پر عیاں ہے کتاب مسلم میں حدیث لائی گئی ہے عن ابی بن کعب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عند اضاہ بنی غفار قال فاتاہ جبریل علیہ السلام فقال ان اللہ یامرك ان تقرأ امتك القرآن علی حرف فقال اسأل اللہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لاتطیق ذالك ثم اتاہ الثانیہ فقال ان اللہ یأمرك ان تقرأ امتك القران علی حرفین فقال اسئل اللہ معافاتہ و مغفرتہ وان امتی لاتطیق ذالك ثم جاء ہ الثالثہ فقال ان اللہ یامرك ان تقرأ امتك القران علی ثلاثة احرف فقال اسئل اللہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لاتطیق ذالك ثم جاء ہ الرابعہ فقال ان اللہ یأمرك ان تقرأ امتك القرآن علی سبعة احرف فایما حرف قرأوا علیہ اصابوا ،(باب ترتیل القراء ہ صفحہ ۲۷۳ مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی) یعنی نبی علیہ السلام بنو غفار کے تالاب پر تھے وہاں ان کے پاس جبریل علیہ السلام آیا اور بولے کہ اللہ آپکو حکم کرتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھاؤ، آپنے جواب دیا کہ میں اللہ سے معافی اور مغفرت چاہتا ہوں میری امت اس ایک حرف میں قرآن پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، پھر جبریل دوسری بار رسول کے ہاں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن پڑھائیں آپ نے عرض کی کہ میں اللہ سے معافی اور مغفرت چاہتا ہوں میری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا پھر تیسری بار آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو تین حرفوں میں قرآن پڑھائیں آپ نے جواب دیا کہ میں اللہ سے معافی اور مغفرت چاہتا ہوں میری امت سے یہ بھی نہیں ہوسکیگا، جبریل چوتھی بار رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو سات حرفوں میں قرآن پڑھائیں اوران سات میں سے جس حرف

میں بھی وہ قرآن پڑھینگے وہ درست ہوگا، (خلاصہ ختم) جناب قارئیں! اب بتایا جائے اس حدیث سے ایک تو اللہ جھوٹا ثابت ہوجاتا ہے جو اسنے اپنے لئے فرمایا ہے کہ وما یبدل القول لدی ۵۰-۲۹ یعنی میرے فرمان بدلا نہیں کرتے لیکن اس حدیث سے تو رسول نے اللہ سے چار بار اسکے فرمان تبدیل کرائے ہیں یعنی پہلے اللہ نے ایک حرف میں پڑھنے کا حکم دیا تو جواب میں رسول نے مسلم کتاب کی اس حدیث سے پہلی والی حدیث کے الفاظ کے مطابق کہ میں نے اللہ کے حکم کو رد کردیا، سو پھر جبریل دوبارہ دو عدد حرفوں کی پرمنٹ لایا اسے رسول نے رد کردیا، یا تبدیل کی درخواست کی جو اللہ قبول کی پھر تین حرفوں کی پرمنٹ دی اسے بھی رسول نے رد کرتے ہوئے حکم کو تبدیلی کرنے کی درخواست کی تو پھر جمپ کے نمونے تین کے بعد چار، پانچ، چھ کو چھوڑ کر تھرو تھرو سات حرفوں کی پرمنٹ دیدی، عجیب بات ہے اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ رسول بنی غفار قبیلہ کے پانی پر بیٹھے ہیں تو جبریل نے وہاں آکر یہ چار چکر کاٹے ہیں۔ تو جن عرب کے سات قبیلوں کی لغت میں قرآن کے سات حرفوں میں پڑھنے کی پرمنٹ دی گئی ہے ان سات قبائل کی لسٹ جو مولانا ابوالحسن اعظمی دیوبندی نے لکھی ہے انمیں بنو غفار قبیلے کا تو ذکر بھی نہیں ہے، جن کے تالاب پر رسول نے سات حرفوں کی رعایت لی ہے۔

جناب قارئیں اعظمی دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب میں سات حرفوں کی رعایت والے جو سات قبائل گنوائے ہیں وہ تو تھوڑے ہیں عرب کے قبائل سات سے زیادہ تھے۔ بنو غفار، غسان، مخزوم، بنو عدی، خزاعہ، خثعم، دوس، طئی، معز خبر نہیں کہ کتنے سارے اور بھی، تو کیا کہا جائیگا کہ رسول اللہ نے بقیہ قبائل کیلئے ایسی رعایت کیوں نہیں مانگی اور حدیث میں لفظ ہے کہ ان امتی لاتطیق ذالک یعنی میری امت ایک حرف میں قرآن پڑھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتی پھر رسول سات قبائل کی لغت والے حروف کی پرمنٹ ملنے کے بعد اپنا مطالبہ ختم کرکے راضی ہوجاتے ہیں تو کیا جناب رسول علیہ السلام کی کل امت یہ سات قبائل ہیں؟ جبکہ قرآن بتاتا ہے کہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیر او نذیرا (۲۸-۳۴) یعنی اے رسول ہمنے تو

آپکو سارے انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر کرکے بھیجا ہے۔ تو بتایا جائے کہ حدیث میں تو رسول گویا کہ اپنے سات قبیلوں کو امت تسلیم کررہا ہے اس حدیث کی فلاسفی سے گویا کہ رسول اللہ کو نہ ساری انسانی آبادی کی سہولت مقصود ہے نہ ہی عربوں کے سات قبائل کے سوا باقی قبائل کی سہولت مطلوب ہے۔ اس حدیث کے بنانے والوں نے جناب رسول کو تو محدود بنادیا اور اسکی رسالت کی جو بین الاقوامی بین الانسانی عالمگیر ریچ والی نبوت قرآن کی طرف سے ملی ہوئی ہے (۱۵۸-۷) اس حدیث کے مطابق صرف سات قبائل عرب کو امتی، امتی کہنا اس سے تو جناب رسول کے مقام رسالت اور مرتبہ نبوت کی وسعت اور ہمہ گیریت پر حدیث سازوں نے ڈاکہ مارا ہے، بلکہ ایک طرح سے انکار بھی کیا ہے اور ہمارے عالم گیر رسول کی رسالت کو محدود بنا کر سات عرب قبائل کا نبی بنادیا ہے۔ جناب قارئیں! ان حدیث سازوں کو انکی حدیثوں سے جناب رسول اللہ کی عالمی مرتبت کے فوت ہونے اور ضایع ہونے کی کیا پرواہ ہے۔ ان کو تو صرف قرآن کے اندر تحریف کرنے کے بہانے بنانے کی فکر ہے اللہ نے تو جب قرآن کیلئے کئی بار اعلان فرمایا کہ کتاب میں نے عربی مبین میں نازل فرمائی ہے اس اعلان سے تو کسی بھی زبان کے حرفوں اور لہجوں کا مسئلہ ختم ہوجاتا ہے، اسلئے کہ مبین کی معنی تو یہ ہے کہ جملہ قبائل کے جدا جدا قرائتوں لہجوں حرفوں میں جو جو الفاظ بطور قدر مشترک سب کے اندر کامن ہونگے جنکی افہام وتفہیم میں کسی کو کوئی اشتباہ نہ ہو تو وہ وہ الفاظ جملے اور محاورے مبین ہونگے، قرآن حکیم میں جو اصحاب رسول کے قرآن فہمی کیلئے کل ستارہ سوال پوچھنے کا ذکر ہے انمیں سے کوئی ایک بھی ایسا سوال نہیں ہے جسمیں مختلف قبائل کے جدا حروف کے بارے میں سوال پوچھا گیا ہو کہ یہ حرف ہماری عربی کا نہیں ہے اسکا کیا مطلب ہے، جس طرح کہ حدیث سازوں نے بخاری اور مسلم کی حدیث میں لکھا ہے کہ حکیم بن حزام سے عمر بن الخطاب نے اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے سورۃ فرقان سنی تو وہ عمر کے خیال کے مطابق غلط پڑھ رہا تھا پھر نماز ختم کرتے ہی اسے گلے میں کپڑا باندھ کر رسول کی خدمت میں لے گیا پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح پڑھتا ہے اور عمر آپ بھی صحیح پڑھتے ہیں قرآن سات

حرفوں میں نازل ہوا ہے جس میں چاہو پڑھو، اس جھوٹی حدیث پر کیا کہیں؟ یہ تو لفظ مبین کی تشریح اور مفہوم کا رد کر رہی ہے کیوں کہ مبین چیز ہی ایسی ہوتی ہے مبین کلام ہی ایسا ہوتا ہے جو سارے قبائل میں معروف اور مشہور ہوا گر کسی زبان اور بولی کے جملے محاورے اور الفاظ اگر ایک قبیلہ میں مشہور ہوں اور دوسرے قبیلے والے اسکو نہ جانتے ہونگے تو اس کلام کو محاورہ کو جملوں کو، الفاظ کو مبین نہیں کہا جائیگا، حدیث سازوں نے جو رسول اللہ پر سبعة احرف والی حدیث میں الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اللہ سے احتجاج کیا کہ میری قوم کے کئی قبائل ہیں اسلئے انکی تعداد کے موافق حروف میں قرآن کو نازل کیا جائے، اس بات سے جناب رسول پر الزام آتا ہے کہ قرآن کی عربی مبین پر انکو بھی اعتماد اور ایمان نہیں تھا اسلئے اللہ سے مزید حروف کا مطالبہ کر رہے تھے، محترم قارئیں! اس حدیث کہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے، اسکے جھوٹی ہونے، جعلی ہونے، من گھڑت اور بوگس ہونے اور خرافاتی ہونے کا سب سے بڑا اور بین دلیل یہ ہے کہ اگر قرآن سات حرفوں پر نازل کیا ہوا ہوتا تو اللہ پاک اس کا ذکر خود قرآن پاک میں ضرور فرماتے، جبکہ اللہ نے تو قرآن کیلئے یہ فرمایا کہ انہ لقول فصل یعنی یہ قرآن قول فصل ہے، قول واحد ہے، سات قبیلوں کے سات اقوال نہیں ہیں، وما ھو بالھزل (13-86) یہ قرآن کوئی مذاق نہیں ہے جو لوگوں کے جدا جدا کچے پکے غیر مبین لہجوں اور حرفوں کا اتباع کرتا ہو، جبکہ یہ قرآن مبین الفاظ اور قول فصل سے مرکب ہے، اسکی معنی یہ ہوئی کہ اللہ نے تو سات حروف یا سات قرائتوں کے رد میں فرمادیا کہ یہ قرآن قول واحد پر مبنی ہے، جسکی قرائت وہ وحدہ لاشریک خود پڑھا رہے ہیں کہ سنقرئك فلا تنسی (٦-٨٧) یعنی جو ہم آپکو پڑھائینگے جسے آپ کبھی نہیں بھولینگے تو پھر امت والوں کو بھی جناب رسول کی پڑھائی ہوئی قرائت کے مطابق قرآن کو پڑھنا پڑھانا ہوگا، عربی زبان کے قبائلی لحاظ سے جتنے بھی لسانی مثال ہیں جنکی افہام تفہیم کیلئے مقالات اور مکالمہ جات میں ضرورت پڑسکتی ہے ان سب کیلئے اللہ نے فرمایا کہ ولقد ضربنا للناس فی ھذالقران من کل مثل لعلھم یتذکرون (٢٧-٣٩) یعنی مسائل حیات کے احاطہ کے

لحاظ سے یا فن ادب اور بلاغت کے لحاظ سے تفہیم کی ضرورت کیلئے ہمنے اس قرآن میں سارے امثال بیان کئے ہوئے ہیں اور وہ بھی صرف سات عرب قبائل کے نہیں بلکہ بیسوں قبائل عرب کے جملہ امثال ہمنے اس قرآن میں بیان کردئے ہیں اب کسی کو اس قرآن سے باہر بخاری مسلم ترمذی یا اور کسی خرافاتی روایات والے اسکول کی طرف قرآن فہمی کیلئے جانا نہیں ہوگا، اسلئے کہ اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ان علینا جمعه و قرآنه یعنی اس قرآن کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمہ پر ہے تو اسکی قرآئت اور پڑھت بھی ہمارے ذمے ہے، اسلئے سن رکھو کہ فاذا قرئناه فاتبع قرآنه (١٨-٧٥) یعنی جب ہم پڑھیں قرآن کو تو ہماری پڑھی ہوئی قرائات کا اتباع کرنا۔ جھنگل کی حویلی والے احکام سے چھپوائے ہوئے قرآنات کی طرف نہ جانا، خواہ وہ قرائات کے مدینے سے کیوں نہ شائع کرائے گئے ہوں۔

مصاحف عثمانی کی اصطلاح ایک فراڈ ہے

جناب قارئین! حدیث کی کتاب بخاری سے اس اصطلاح کو جنم دیا گیا ہے اصل میں صدیوں سے جناب رسول اللہ کے زمانہ نبوت سے جو قرآن جمع شدہ حالت میں امت کو ورثہ بورثہ دیا گیا ہے آج تک وہی جناب رسول اللہ کے ہاتھوں لکھی ہوئی ماسٹر کاپی سے نقل کرائے ہوئے نسخوں کی نقل ہے، جو آج ساری دنیا میں موجود ہے، جسکی شاہدی اللہ نے دشمنوں کی زبانی دلائی ہوئی ہے کہ قالوا اساطیر الاولین اکتتبها فهی تملی علیه بکرة واصیلا (٥-٢٥) یعنی (دشمن لوگ کہتے ہیں کہ) یہ قرآن پرانے لکھے ہوئے قصے ہیں، جنہیں پہلے تو رسول خود لکھتا ہے پھر اس سے صبح شام دوسرے لوگوں کو لکھایا جاتا ہے۔ جناب قارئیں دیکھیں کہ کسطرح تو قرآن حکیم میں جناب رسول کا قرآن کو خود لکھنے پھر اس اپنے داھنے ہاتھ ٢٩-٤٨ سے لکھے ہوئے نسخے سے دوسرے ساتھیوں کو نقل کرانے کا ذکر قرآن میں موجود ہے، اتنی بڑی واضح بات کو علم حدیث بنانے والوں نے اپنی روایات میں ذکر نہیں کیا، خبر نہیں کیا وجہ تھی یقین سے ایسی روایات گھڑنے والے قرآن دشمن مافیا ہیں جنہوں نے الٹا یہ لکھ ڈالا کہ قرآن نبی کے دور میں کتابی شکل میں نہیں تھا، اسے عثمانی دور میں لغت قریش پر

لکھوایا گیا ہے۔ جبکہ سورہ بقرہ شروع ہی اس شاہدی سے ہوتی ہے کہ ذالك الكتاب لاریب فیه سوچمع قرآن کی خدائی ذمہ داری اور قرآئت قرآن کی خدائی ذمہ داری اور تفسیر قرآن کی ثم ان علینا بیانه (۱۸۔۷۵) خدائی ذمہ داری کا انکار کرنے والے لوگ مجوسی اور کافر تو ہو سکتے ہیں، قرآنی اعلانات کا منکر آدمی مؤمن اور مسلم نہیں ہو سکتا، جناب قارئین! قرآن حکیم میں لفظ نزول کے حوالوں سے اور مختلف زاویوں سے، اوصاف سے، نزول قرآن کا ذکر کم وبیش ایک سو بار ہوا ہے پھر کیا بات ہے کسی ایک بھی موقعہ پر احوال نزول میں سبعة احرف یعنی سات قرائتوں میں نازل کرنے کا کہیں بھی تذکرہ موجود نہیں ہے!! اللہ نے قرآن میں یہودیوں کے بارہ قبیلوں کا ذکر کر کے پھر انکیلئے قبیلوں کے حساب سے جدا جدا پانی کے بارہ چشموں کے انتظام کرنے کا ذکر تو کیا (۶۰۔۲) لیکن قرآن میں عربوں کے سات قبیلوں کے حساب سے سات قرائتوں اور سات احرف کا ذکر نہیں کیا گیا، یہ حقائق اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ حدیث ساز لوگ قرآن میں تحریف کلمات کیلئے ہی جھوٹی حدیثیں بنا کر پھر اس کے ذریعے اپنی ملاوٹ کرنے والی سازش کو کامیاب کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو جو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے علم وحی، الواح پر لکھا ہوا دیا تو اسمیں بھی بارہ قبیلوں کے حساب سے پانی کے بارہ چشموں کی طرح بارہ قراءات اور بارہ احرف کا ذکر نہیں ہے۔

علم تجوید کے نام سے
قران میں تحریف لفظی کے لئے حیلہ سازی

علم تجوید اور علم قرآئت ایک ہی علم کا نام رکھا گیا ہے قرآئت کی معنی ہے پڑھنا اور تجوید کی معنی ہے خوبصورت اور تیز رفتاری، ویسے شہرت کے لحاظ سے علم قرآئت کی معنی کی جاتی ہے کہ حروف کی جو اپنی اپنی مخرجیں ہیں پڑھتے وقت ان کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھنا، لیکن اس تشریح سے علم قرآئت کو قرآن کے پڑھنے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا یہ تو مطلق عربی کلام کے لئے الفاظ کے حروف کی ادائگی مخارج کے لحاظ سے لازمی اور ضروری ہے، بکلام کی صحت کے لئے تقریبا دیگر ساری زبانوں کے اندر بھی یہی علم اور قانون ضروری ہے اردو میں یہی مثال کے طور پر تقیہ اور تکیہ میں حرف کاف اور قاف مخرجوں کی جدا جدا ادائگی سے ہی سمجھے جا سکینگے، اسی طرح لفظ ثواب اور صواب بھی حرف ثا اور صاد کی جدا مخرجوں کی ادائگی سے پہنچانے جائینگے اسی طرح سقر اور سکر۔ بکر اور بقر۔ امر اور عمر۔ اور عین کے ساتھ علم کی معنی تو مشہور ہے لیکن الم۔ الف کے ساتھ معنی ہوگی درد تو یہ سب جدا مخرجوں کی ادائگی سے پہچاننا ادا کرنا ہوتا ہے اسی کا نام علم قرائت ہے لیکن یہ علم کوئی صرف قرآن کے لئے مخصوص نہیں ہے حروف سین، ص، ث، یہ تینوں عربی زبان کے سوا کئی ساری زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں اس طرح ض، ظ، ز بھی کئی ساری زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں ان کی معانی اور ادائگی جدا جدا تلفظ سے ہوتی ہے اس جدا جدا تلفظ کا نام علم قرآئت ہے جو صرف ایک زبان عربی اور اس میں بھی اسے صرف کتاب قرآن کے ساتھ مخصوص نہیں گردانا جائیگا،

علمی دنیا میں علم قرآئت اور علم تجوید کو صرف کتاب قرآن کے ساتھ قرآن کے پڑھنے اور اس کے الفاظ کو قواعد تجوید سے ادا کرنے کو مخصوص بتایا جاتا ہے تو جناب قارئیں! علم تجوید اور علم قرآئت کی قرآن کے ساتھ تخصیص اور شہرت کی ایک خاص وجہ ہے اس تخصیص میں بھی لوگوں کا کوئی غرض اور مخصوص مقصد پنہاں ہے، جس کی طرف مضمون کے عنوان میں میں نے اشارہ کیا ہے بلکہ دعوی کی ہے کہ اس طرح کی ساری حیلہ بازیاں دشمنان قرآن نے قرآن حکیم کے اندر تحریف لفظی کے لئے کی ہیں۔

قرآن میں تحریف لفظی کے لئے بنیاد فراہم کرنے کی سازش والی کڑی

جناب قارئیں! مشہور دشمن اسلام امام زہری جو روایت تہمت بنام روایت افک جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے شان اقدس کے خلاف ہے اس کے گھڑنے والے مؤلف اور مصنف ہیں اس کی حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب فضائل القرآن میں لائی ہے کہ ان ابن عباس رضی اللہ عنھما حدثہ ان رسول ﷺ قال اقرأنی جبریل علی حرف فراجعتہ فلم ازل استزیدہ ویزیدنی حتی انتھی الی سبعۃ احرف، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، نمبر 893۔ حدیث نمبر 2099، (خلاصہ) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے قرآن ایک طریقہ پر پڑھاتے تو میں اسے بار بار کہتا جاتا کہ اس کے سوا کوئی اور طریقہ بھی ہے اور وہ بھی بڑھاتے جاتے تھے تو اتنے تک میں نے اس سے زیادہ طریقوں کا مطالبہ کرتے کرتے سات طریقے اس سے پڑھے (خلاصہ ختم)

جناب قارئیں! اس حدیث کے بعد والی حدیث بھی امام بخاری نے اپنے استاد الاستاد امام [illegible]ری کی اس طرح کی دوسری حدیث لائی ہے، میں یہاں اس حدیث کا عربی متن نقل نہیں کر رہا صرف اردو زبان میں اس کا خلاصہ عرض کرتا ہوں، ہر کوئی دل چسپی رکھنے والا آدمی اپنے گھر میں یا لائبریریوں میں اردو ترجمہ کی بخاری کھول کر پڑھ سکتا ہے امام زہری عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں وروہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں جن دونوں نے عمر بن الخطاب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس نے ہشام بن حکیم کو جناب رسول علیہ السلام کی زندگی میں سورۃ فرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے جب اس کی قرائت سنی تو دیکھا کہ وہ کئی دوسرے طریقوں سے پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام نے مجھے ایسے نہیں پڑھائے تھے، سو قریب تھا کہ میں نماز میں ہی اس پر حملہ کردوں لیکن میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا، اس کے بعد میں نے اس کی چادر سے اس کی گردن کو باندھا اور کہا کہ کس نے پڑھائی ہے یہ سورت تجھ کو جو ابھی میں نے آپ سے سنی، اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ نے پڑھائی ہے، تو میں نے اسے کہا کہ تم جھوٹ

کہتے ہو اس لئے کہ مجھے رسول اللہ نے دوسری طرح سکھائی ہے، اس پر میں اس کو چادر میں گردن بندھی ہوئی حالت میں کھینچتا ہوا رسول اللہ کی خدمت لے گیا اور وہاں ان کی خدمت میں جا کر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اس سے سورت فرقان اس طرح پڑھتے ہوئے سنی ہے جو آپ نے تو مجھے اس کی طرح نہیں پڑھائی، اس پر رسول اللہ نے فرمایا پہلے اس کو تو چھوڑ دو، پھر اسے فرمایا کہ اے ہشام پڑھو تو ہشام نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے اسے پڑھتے ہوئے سنا تھا، تو رسول اللہ نے سن کر فرمایا کہ آپ نے صحیح پڑھا ہے بلکل ایسے ہی نازل ہوئی ہے، اس کے بعد مجھے فرمایا کہ عمر تم پڑھو تو میں نے اس سورت کو اس قرآئت سے پڑھا جس طرح رسول اللہ نے مجھے پڑھائی تھی تو اس پر بھی جناب رسول نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے بے شک یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، اس لئے جو آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھو، (اس حدیث کا نمبر ۲۱۰۰ سو ہے)۔

دونوں حدیثوں پر مشترکہ تبصرہ

پہلی حدیث میں پہلا جملہ ہے کہ اقرأنی جبریل علی حرف یعنی جبریل نے پڑھایا مجھے ایک طریقہ پر، لفظ حرف کی معنی ہے کنارہ جیسے کہ قرآن میں ہے کہ ومن الناس من یعبداللہ علی حرف (۲۲-۱۱) یعنی لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی فرمانبرداری ایسے کرتے ہیں جیسے کوئی کنارہ، پر کھڑا ہو فان اصابہ خیر اطمئن بہ وان اصابہ فتنۃ انقلب علی وجھہ یعنی اگر اسے اس عبادت میں کوئی فائدہ پہنچے تو وہ اس پر مطمئن ہو کر رہے یا اگر اسے اس اطاعت اور عبارت میں کوئی فتنہ اور آزمائش نظر آئے تو جلد ہی اس عمل سے اپنا مونہہ پھیر کر بدل کر دوسرا رخ اختیار کر لے، دوسرے کنارہ کی طرف چلا جائے، قرآن حکیم میں لفظ حرف مختلف صیغوں سے کل چھ بار استعمال ہوا ہے، یحرفون متحرفا۔ حرف سوان جملہ چھ عدد کے استعمالات کی ہر جگہ ایک ہی معنی ہے کہ تبدیل کرنا بدلنا، مقام اور مکان چھوڑ دینا، دوسری معنی ہے کنارہ اور کسی مقام کا سرا وغیرہ اب لفظ حرف کے قرآنی استعمال اور مفہوم سے جو یہودیوں کی شکایت قرآن نے کی کہ من الذی ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ (۴-۴۶) یعنی یہودیوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو تورات کے کلمات کو ہی بدل

ڈالتے ہیں یعنی تورات میں تحریف کئے دیتے ہیں۔اب کوئی بتائے کہ قرآن لفظ حرف کی معنی
اور مفہوم سے یہود کے عمل کو تو لعنهم الله بکفرهم (۴-۴۶) یعنی یہود کی ایسی تحریفات پر
ان کے ایسے کفر یہ عمل پر اللہ کی لعنت ہو، کہتا ہے، لیکن مسلم امت کو دیئے گئے قرآن کی
قرائت کو سات حرفوں سے اس میں عمل تحریف کرنے کی پرمنٹ دی جاتی ہے اور وہ بھی ایسی
تحرفین جو جب عمر جیسا عربی ادب اور لغت کا اعلیٰ درجہ کا ماہر بھی ایسی تحریفات سنکر اتنا سیخ پا ہو
جاتا ہے جو نماز پڑھتے ہی امام نماز کو اس کی چادر سے اس کی گردن باندھکر اسے ایک مجرم کی
طرح جناب رسول کی خدمت میں کھینچتا ہوا لے جاتا ہے پھر رسول ایسی تحرفون کی پرمنٹ
دے دے کہ نزل القرآن علی سبعة احرف یعنی قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہے
فرمائے، جناب قارئیں! جب قرآن دشمن علم حدیث میں قرآن کو سات حرفوں میں نازل
ہونے پھر انہیں فاقرأ واما تیسر منه کے حکم سے ساتوں حرفوں، ساتوں قسم کے عمل تحریف
ساتوں قسم کی تحریفی تعداد کو پڑھو پڑھاؤ کی پرمنٹ دے دے، وہ ایسی تحریف جس کے
اختلاف قرآئت پر عمر جیسا آدمی بھی پڑھنے والے کا گلا گھونٹ دیتا ہے۔

علم حدیث میں تحریف قرآن کی پرمنٹ

میں معزز قارئیں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث بنانے والوں
نے نزل القرآن علی سبعة احرف کہا ہے بجائے اس کے ان کو تو نزل القرآن علی
سبع قرآنات کا لفظ لانا چاہیے تھا، یعنی قرآنات کے لفظ سے پڑھنے کے لہجوں کی معنی نکالی
جاسکتی تھی لیکن بجائے سبعہ قرآنات کے انہوں نے سبعہ احرف کا لفظ لایا ہے اس سے لفظ
حرف کی قرآن کے استعمال والی معنی سے صاف طور پر علم حدیث نے قرآن میں تحریف کی
پرمنٹ دے دی ہے یہ کیونکہ قرآئت اور حرف کی معنائیں جدا جدا ہیں، لفظ قرآئت میں
لہجہ کی معنی کی جاسکتی ہے حرف کی معنی سواء تحریف اور تبدیل کے اور نہیں ہوسکتی۔جناب
قارئیں! پہلی حدیث میں ہے کہ اقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم ازل
استزيده ويزيدني حتى انتهى الى سبعة احرف، یعنی جبریل جب رسول کو پڑھاتے
تھے ایک حرف، تو رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں ان سے مراجعت کرتا رہا، رجوع کرتا رہا کہ

اس کے پڑھانے میں دوسرے حرف بھی بڑھائیں، تو وہ میرے مطالبہ پر اصرار پر حروف کو
بڑھاتے رہے اتنے تک جو سات عدد حروف میں مجھے قرآن پڑھایا، اس کے بعد دوسری
حدیث میں آپنے ابھی پڑھا کہ رسول نے ایک صحابی ہشام کو مختلف حروف میں پڑھایا اور عمر
بن الخطاب کو دوسرے حروف میں پڑھایا، تو اختلاف حروف پر خود رسول اللہ کی حیاتی میں ہی
جھگڑا شروع ہوگیا، یعنی عمر نے جب ہشام کی وہ قرآئت سنی جس کے حروف رسول اللہ نے
عمر کو نہیں پڑھائے تھے یعنی اس کو دوسرے حروف میں تعلیم قرآن دی تھی تو نتیجہ تو آپ نے
دیکھ لیا، بہر حال قارئیں کے لئے اوپر کے اس سفید جھوٹ اور خرافاتی روایتوں کے
خرافات سے ہونے کا ثبوت میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جب قرآن کا سفر بعد وفات رسول
شروع ہوتا ہے تو آج تک کے جملہ نسخہائے قرآن قلمی طور پر مختلف کاتبوں کے لکھے ہوئے
اور زمانہ پریس کے مختلف پبلشروں کے شایع کردہ خالص اللہ کے اپنے فضل سے اور اعلان
سے کہ انا له لحافظون (۹-۱۵) والے وعدہ حفاظت سے قرآن پندرھویں صدی کے سفر تک
پہنچا ہے تو اس کے جملہ نسخے امام زہری کے سبعہ حروف یعنی سات قرآئتوں والے تحریفی
زہر سے محفوظ ہیں اور پاک ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جناب کہ جناب رسول کے زمانہ میں
خود رسول کریم کچھ لوگوں کو قرآن کے کچھ اقسام حروف پڑھائے تو کچھ لوگوں کو اور کچھ اقسام
حروف پڑھائے، پھر خود رسول کے زمانہ میں اختلاف حروف کی تعلیم پر عمر کسی کا گلا گھونٹنے
لگ جائے سوا ایسی حدیثیں امام زہری اور امام بخاری کے جھوٹ نہ ہونگی تو اور کیا ہونگی۔محترم
قارئیں! میں پھر آپ کو زحمت دیتا ہوں کہ زہری کی ان دو حدیثوں میں کی پہلی حدیث میں
جو الفاظ ہیں کہ اقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم ازل استزيده ويزيدني
حتى انتهى الى سبعة احرف کی حدیث پر اب جو میں تبصرہ کروں وہ انکے بنائے ہوئے
علم حدیث سے کروں وہ بھی اس عقیدت سے نہیں کہ انکی بنائی ہوئی حدیثیں کوئی لائق
استدلال ہیں بلکہ اس نظریہ سے کہ افضل الشهادة ما شهدت به الاعداء یعنی دشمنوں کو انکے
اپنے قوانین میں جکڑا جائے جو یہ ہے کہ امام بخاری نے کتاب الایمان کے باب ۳۴ میں
حدیث لائی ہے جنکا نمبر ہے ۴۴ جس میں طلحہ بن عبید اللہ روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ کے

پاس اہل نجد سے کوئی بکھرے بالوں والا شخص آیا وہ دور سے کچھ بول رہا تھا جس کے آواز کی
ہم گنگناہٹ سن رہے تھے لیکن سمجھ نہیں رہے تھے اتنے تک جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ
وہ اسلام سے متعلق رسول اللہ سے سوال کر رہا تھا کہ اسلام کیا ہے، جواب میں آپ نے بتایا کہ
دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں تو اس شخص نے سوال کیا اس کے علاوہ اور کچھ تو
جواب میں رسول نے فرمایا اور کچھ فرض نہیں لیکن اگر تو اپنی رضا خوشی سے پڑھے تو وہ اور
بات ہے آگے رسول اللہ نے بتایا کہ روزے رمضان مہینے کے پھر اس نے سوال کیا اس کے
علاوہ اور کچھ تو جواب دیا گیا کہ اس کے علاوہ اور کچھ تو نہیں ہیں ہاں مگر جو آپ اپنی رضا خوشی
سے رکھیں تو وہ اور بات ہے، اور اس شخص کے لئے رسول اللہ نے زکوۃ کا ذکر کیا، اس پر بھی
اسی شخص نے کہا کہ اس کے سوا اور کچھ تو جواب میں رسول اللہ نے فرمایا کہ اور کچھ تو نہیں مگر جو
آپ اپنی رضا خوشی سے دیں اس کے بعد وہ شخص واپس کو لوٹا تو یہ کہتا ہوا لوٹا کہ واللہ لا ازید
علیٰ ھذا ولا انقص یعنی قسم اللہ کی اس پر میں نہ بڑھاؤنگا نہ ہی کمتی کرونگا تو یہ سنکر رسول نے
فرمایا کہ افلح ان صدق یعنی اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہوگیا۔ اب اس حدیث کی روشنی میں
امام زہری اور امام بخاری کے پیروکار لوگ بتائیں کہ سات قرآئتوں کو ثابت کرنے والی
حدیث میں تو یہ زہری صاحب ثابت کر رہے ہیں کہ جبریل جو حرف رسول کو پڑھاتا تھا ر
سول اسے سن کر پڑھکر اسپر کفایت نہیں کرتے تھے راضی نہیں رہتے تھے بلکہ اس پر مزید
حروف کا مطالبہ کرتے تھے، مزید حروف بڑھانے کے لئے مراجعت کرتے رہتے تھے، مزید
حروف کی بڑھوتری کے لئے رجوع کرتے رہتے تھے، اب کوئی روایت پرست بتائے کہ
بقول انکی حدیثوں کے اگر کوئی اور شخص رسول کے بتائے ہوئے احکام اسلام میں کمی بیشی نہ
کرے تو وہ کامیاب انسان قرار دیا جائے لیکن اگر خود رسول اللہ، اللہ کی طرف سے جبریل کی
معرفت قرآئت قرآن ملنے کے بعد اسے کافی نہ سمجھیں، اسے ناکافی قرار دیں، اور اس میں
زیادتی کا مطالبہ کریں جب کہ رسول اپنی حدیث میں تو دوسرے لوگوں کو ترمیم نہ کرنے پر
کامیاب قرار دے اور خود ایک حرف سے بڑھا کر سات حروف کرائیں تو کوئی بات نہیں۔
اور بڑھوتری کے لئے رجوع کرتے کرتے ایک سے بڑھا کر سات حروف تو یہ اللہ پر بے

اعتمادی نہ ہوئی؟ اس حدیث میں یہ تو ذکر نہیں ہے کہ رسول نے جب جبریل سے حروف کی
بڑھوتری کا مطالبہ کیا تو جبریل نے بھی یہ مطالبہ اللہ کے حضور میں پیش کیا؟ اور وہاں سے اللہ
نے بھی اپنے قول میں نقص اور کمی کو تسلیم کرتے ہوئے ایک حرف سے بڑھا کر مزید حروف کی
منظوری دی؟ مطلب کی اس چیز کا حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ
جبریل نے اللہ کی منظوری کے بغیر ایک حرف سے بڑھا کر سات حرف کی منظوری دی ہے سو
یہ عمل جبریل کے امین ہونے کا تو انکار کرتا ہے، اور جبریل سے متعلق قرآن کے اعلان کہ
نزل به الروح الامین (۱۹۳-۲۶) اس قرآن کو جس روح کے ذریعے سے نازل کیا ہے وہ
امین ہے سو اگر حدیث قرآئات سبعہ کے مطابق اگر رسول کا ایک حرف سے زیادتی کا مطالبہ
کر کے سات تک بڑھوتری کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو قرآن کی آیت امن الرسول بما
انزل الیه من ربه (۲۸۵-۲) جھوٹی ہو جاتی ہے کیونکہ اس آیت میں رسول کو اللہ کے نازل
کردہ ایک حرف پر اسے کافی سمجھتے ہوئے (۵۱-۲۹) اس پر ایمان لانا ہے لازم بنتا ہے، اگر
رسول اسے ناکافی سمجھے اور بڑھوتری کے مطالبہ والی حدیث کو درست کہا جائیگا تو ایک طرف
رسول اللہ کے قرآن پر ایمان لانے کا انکار ہو جائے گا، دوسری طرف جبریل کے امین ہونے
کا انکار ثابت ہو جائیگا، وہ اس طرح جو اللہ اسے ایک حرف دیکر بھیجے تو وہ اس میں چھ ملا کر
اسے سات بنا دے۔ اس بحث میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب رسول جبریل سے زیادتی
حروف کا مطالبہ کرتے تھے تو جبریل اللہ سے پوچھ کر پھر بعد میں وہ حروف رسول اللہ کو دیتے
تھے، تو اس بات کا اول میں تو کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اگر خواہ مخواہ بھی اس جواب کو قبول کیا
جائیگا تو اس جواب سے صرف جبریل تو بچ جائیگا، لیکن رسول اور اللہ تو پھر بھی قصوروار بنے
ہوئے رہتے ہیں (معاذ اللہ) وہ اس طرح کہ رسول نے اللہ کے نازل کردہ ایک حرف کو
ناکافی قرار دیکر زیادہ حروف کا مطالبہ کیا، تو اس بات سے رسول کے ایمان
بالقرآن (۱۹۳-۲) کا انکار ہو جاتا ہے یعنی قرآن بھی جھوٹا بن جاتا ہے جو اس میں ہے کہ
رسول نے قرآن پر ایمان لایا دوسرا یہ کہ اللہ نے اگر ایک حرف کے اصول اور قانون میں
رسول کے اصرار پر سات عدد حروف کا اضافہ اور ایک کی جگہ چھ کے اضافہ کی تبدیلی کی تو اس کا

اپنے لئے یہ اعلان کہ مایبدل القول لدی وماانا بظلام للعبید (۲۹۔۵۰) یعنی اللہ کے قول میں تبدیلی نہیں آیا کرتی تو ایک کو بڑھا کر سات کرنا یہ تبدیلی نہیں ہے تو کیا ہے؟ مطلب کہ ان امامی حدیثوں کو درست ماننے سے نہ جبریل امین، امین رہا، نہ رسول کا قرآن پر ایمان رہا، نہ ہی اللہ کا اپنے قول پر قائم رہنا (۲۹۔۵۰) سچا ثابت ہوا، اب کوئی غور کرے اور بتائے کہ جس علم حدیث کی روایات سے جبریل کے امین ہونے کا انکار ثابت ہو جائے اور جناب رسول اللہ کے قرآن پر ایمان لانے کے قرآنی اعلان (۱۹۳۔۲) کا رد ہو جائے اور اللہ کے اعلان کہ میں اللہ اپنے قول بدلا یا نہیں کرتا (۲۹۔۵۰) اس کا بھی رد ہو جائے تو ایسا علم ایجاد کرنے والے لوگ کیا مؤمن اور مسلم تسلیم کئے جا سکتے ہیں؟ ہمارا ایمان تو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب قرآن اور جبریل پر ہے، ہمیں اہل فارس اور سمرقند بخارا اور ہرات اور نیشاپور کے اماموں پر ایمان لانے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب قارئین! قرآن میں تحریف لفظی کا بنیاد ڈالنے کے لئے جو یہ دو عدد حدیثیں قرآن دشمن امامی تحریک والوں نے بنائی ہیں ان کی اس حدیث سازی کے کرتبوں کو وہ آدمی آسانی سے سمجھ سکے گا جس کو اس فن علم حدیث کو پڑھنے کا زیادہ سے زیادہ موقعہ ملا ہو، جن لوگوں کا علم روایات کا مطالعہ وسیع ہوگا اور حافظہ بھی اچھا ہوگا اور انہوں نے قرآن کو بھی سمجھ کر پڑھا ہوگا تو وہ لوگ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حدیث سازوں نے جناب رسول اللہ کی حیاتی میں اور شہر میں موجودگی کی صورت میں کبھی بھی یہ روایت نہیں بنائی کہ اسی شہر میں جناب رسول کی موجودگی اور صحت کی حالت میں کسی اور اصحابی نے نماز پڑھائی ہو اور عمر بن الخطاب جیسے آدمی اور دیگر اصحاب رسول نے بجاء رسول اللہ کے کسی اور صحابی کے پیچھے جا کر نماز پڑھی ہو، لیکن جس صورت میں کہ حدیث سازوں کو ضرورت پڑ گئی کہ رسول کی زبان اقدس سے قرآن حکیم میں تحریف کا دروازہ کھولیں تو مجبوراً انہوں نے ایسی بھی حدیث گھڑ کر دکھائی جو شہر میں جناب رسول تندرستی کی حالت میں موجود بھی ہیں پھر بھی کوئی اور شخص نماز کی امامت کر رہا ہے اور عمر بن الخطاب جیسا آدمی بھی رسول کے پیچھے نماز پڑھنے نہیں گیا ہوا، اور اسے بھی کسی اور کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دکھاتے ہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ان حدیث

سازوں کا ایک یہ جھوٹ قبول بھی کریں کہ رسول اللہ کی زندگی میں موجودگی میں دو عدد جماعتیں ہوتی تھیں اور عمر بن الخطاب جیسا آدمی بھی رسول اللہ کی جماعت کے بجاء کسی دوسری مسجد میں کسی دوسرے شخص کی امامت میں مقتدی ہو کر پڑھتا ہے، آخر کتنے جھوٹ انکے قبول کریں، چور کے پاؤں والے نشانات اس کے گھر تک معلوم کرنے کے لئے ہر چھوٹی بڑی چیز پر غور کرنا پڑتا ہے یعنی عمر بن الخطاب کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص مصلے پر کھڑے ہونے کی جسارت کس طرح کر سکتا ہے جبکہ عام حالات میں علم روایات والوں نے نماز کی امامت کیپیٹل سٹی میں امیر المؤمنین یعنی وقت کے حاکم اعلیٰ کے لئے مخصوص بنائی ہوئی ہے تو جب حدیث سازوں کو ضرورت پڑی کہ قرآن میں تحریف کا دروازہ کھولنا ہے تو انہوں اپنے گھڑے ہوئے اصول کو چھوڑ کر نماز کی جماعت اور امامت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے جو رسول اللہ کی موجودگی میں بھی ایکس وائی زیڈ مصلی پر قابض ہیں۔

اللہ نے قرآن کو خوبصورت انداز میں پڑھنے کا نام ترتیل رکھا ہے

حدیث سازوں نے قرآن کے پڑھنے کا قرآنی نام ''ترتیل'' کو چھوڑ کر تجوید نام کیوں تجویز کیا؟

لفظ جود۔ یجود۔ تجوید اس کی معنی میں دو چیزیں آتی ہیں ایک خوبصورتی دوسری تیز رفتاری، اس کے علاوہ دیگر معانی صلہ کے لحاظ سے سیاق وسباق کے مطابق ہو سکتی ہیں۔ اور لفظ رتل۔ یرتل۔ ترتیل اس لفظ کے مادہ کی تمام وسیع معنائیں ہیں ایک تو دانتوں کا سفید موتیوں کی طرح متناسب نمونہ سے ہونا، اور رتل کی معنی میں کمپوزیشن اور ترکیب کا متوازن اور حسین ہونا ہے رتل الکلام کا جملہ بہترین تالیف کے لئے جو لایا جاتا ہے مطلب کہ ان سب معناؤں میں ترتیب لازمی ہے، سورت الفرقان میں پہلے اللہ عزوجل نے اپنے لئے فرمایا کہ اس قرآن کو ہم نے ورتلناہ ترتیلا اچھی ترتیب سے مرتب کیا ہے اس کے بعد سورت المزمل میں جناب رسول اللہ کو فرمایا کہ آپ بھی ورتل القرآن ترتیلا یعنی اس قرآن کو ترتیب کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کی نجما نجما رک۔ رک کر علی مکث کے طریقہ پر پڑھیں۔ ان دو لفظوں تجوید اور ترتیل کی معناؤں کو ذہن میں رکھ کر پھر غور کیا جائے کہ جب اللہ عزوجل نے قرآئت قرآن

کے لئے تجوید کے بجاء ترتیل کے لفظ کے حوالہ سے حکم دیا ہے اور صیغہ تجوید کا مادہ تو قرآن میں ہے لیکن یہ مصدری صیغہ قرآن میں نہیں ہے نہ اس کے مادہ قرائت قرآن کے لئے کوئی امر اور حکم کیا گیا ہے جبکہ ترتیل کا مصدری صیغہ تو قرآن میں موجود ہے جس کے لئے امتثالی حکم جناب رسول کو بھی ہے جو کہ امر کے صیغہ سے بھی حکم دیا گیا ہے کہ ورتل القرآن ترتیلا (۴-۷۳) اب اللہ کے حکم ترتیل کے بعد تو لازم تھا اور فرض بنتا ہے کہ قرآئت کے علم کا نام تجوید کے بجاء علم ترتیل رکھا جاتا جس میں حکم خداوندی کی تعمیل بھی ہو جاتی لیکن ایسے نہیں کیا گیا، اس لئے کہ دشمنان قرآن کا مقصد تو اللہ کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی ان کا مقصد تو لوگوں کو قرآن سے دور رکھنا ہے اگر یہ حدیث پرست لوگ قرآن پڑھنے کے آداب والے علم کا نام علم ترتیل رکھتے تو ان کو امام بخاری کی ان احادیث کا انکار کرنا پڑتا جن میں اس نے جمع القرآن نام کی آڑ میں قرآن کو بے ترتیب کتاب قرار دیا ہوا ہے۔ اگر یہ حدیث پرست لوگ قرآئت قرآن کے آداب والے علم کا نام علم ترتیل رکھتے تو پھر اس کے معنوی لحاظ سے قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا پڑتا اس انداز سے تو لوگوں کا فہم قرآن کی طرف ذہن چلا جاتا پھر اس سے ان کا مقصد تو فوت ہو جاتا اس لئے تو انہوں نے قرآئت قرآن کے علم کا نام غیر قرآنی، علم تجوید تجویز کیا ہے جس کی معنی کے اندر تیز رفتاری از خود موجود ہے اور یہی چیز تو انکا مقصود اور مطلوب ہے، کیونکہ ترتیل میں ٹھیر ٹھیر کر پڑھنے سے قرآن کی معانی اور مفہوم کی طرف ذہن چلا جائیگا جناب قارئیں! علم تجوید میں قرائت کا ایک قسم ہدر بھی ہے جس کی معنی ہے تیز رفتاری کے ساتھ قرآن پڑھنا ہدر کی معنی ہے بھنبھناہٹ یعنی صرف اس میں آواز کی گونج ہو، مطلب کہ ترتیل سے پڑھنے کا حکم قرآن نے دیا ہوا ہے مخالفین قرآن نے علم تجوید اور علم قرآئت کو اس کے مقابلہ میں قرآنی نام چھوڑ کر علم تجوید نام اس لئے تجویز کیا ہے کہ اس سے وہ قرآن میں تحریفات کے لئے کوئی سا دروازہ یا کھڑکی کھول سکیں جو اللہ نے انا لہ لحافظون کے ویٹو پاور سے بند کی ہوئی ہے۔

انسان کی علم وحی سے جنگ کی تاریخ

اس مضمون کے عنوان میں بتائی ہوئی بات کو سمجھنے کیلئے خود علم وحی کی تاریخ کو پہلے سمجھا جائے جو مختصر لفظوں میں قرآن نے خود بتائی ہے، وہ یہ کہ انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ ---------(۴-۱۶۳) یعنی جناب نوح علیہ السلام سے لیکر سیدنا خاتم الانبیاء علیہم السلام تک جملہ انبیاء کو بعینہٖ ایسی تعلیم وحی کی گئی تھی جس طرح آپ کی طرف ہم نے قرآن کو وحی کے ذریعہ سے نازل کیا ہے۔ اس آیت سے میرے خیال میں قارئیں لوگ سمجھ گئے ہونگے کہ انسانی فلاح کیلئے جملہ انبیاء کی تعلیمات ایک ہیں، جنکا بنیاد اس پر ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۵۶-۵۱) یعنی میں نے انسان اور جن کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میرے حکم پر چلیں میرے کہے پر چلیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد علم وحی سے انسان کی جنگ کی تاریخی قرآن حکیم خود بتاتا ہے کہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہٖ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہٖ واللہ علیم حکیم (۵۲-۲۲) یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی نبی اور رسول بھیجے تھے جن کی مشن نبوت کی، امیدوں بھری تعلیم لوگوں تک پہنچائی ہوئی ہوتی تھی، تو شیطان قسم کے لوگ ان کی تعلیم میں آمیزش اور ملاوٹ کر لیا کرتے تھے، پھر بعد میں آنیوالے نبی کو جو کتاب دی جاتی تھی اس کتاب کے ذریعے پہلی کتاب میں شیطانی ملاوٹوں کو منسوخ قرار دیکر نئے سرے سے خالص محکم قوانین اور آیات پر مشتمل تعلیم والا کتاب دیا جاتا رہا ہے۔ جناب قارئیں سورت حج کی اس آیت (52) کے ذریعے آپ انسان کی قرآن سے جنگ علم وحی سے جنگ کی تاریخ کی ایک جھلک دیکھ چکے۔ اب آپکی چاہت ہوگی کہ یہ بتایا جائے کہ آخر انسان شروع سے علم وحی، علم حقہ کا کیونکر دشمن رہا ہے، سو وہ بات سمجھنا تو آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ نے شروع سے انسان کے دونوں قسموں یعنی مرد اور عورت کو کہہ رکھا تھا کہ لا تقربا ھذہ الشجرہ یعنی جو چیز آپکو مشاجرت میں ڈالے جس

چیز سے آپ متفرق ہو کر کلاسوں میں بٹ جاؤ اور اپر لوئر کی تفریق سے دنیا کی جنت کو بھی دوزخ بنا ڈالو تو خبردار ایسے کبھی نہ کرنا ایسی فرقہ بازی کی تعلیمات اور اعمال کو قریب نہ جانا۔ اس لئے کہ ہمنے دھرتی میں جتنے بھی ذخائر رزق ودیعت کرر کھے ہیں مقدر کرر کھے ہیں ان کی تقسیم سواء للسائلین کے اصول پر ہوگی (۱۰-۴۱) اب یہ مسئلہ تھا جو انسان کو پسند نہ آیا اور اس کی مزاج جو ان الانسان لظلوم کفار (۳۴-۱۴) قسم کی تھی یعنی ظالم اور حق سچ کا انکار کرنے والا انسان اور ظلوما جھولا (۷۲-۳۳) یعنی انسان ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ جاھل بھی ہے اور وکان اکثر شیء جدلا (۵۴-۱۸) یعنی انسان کا مزاج ہر بات میں جھگڑے کرنے کا ہے، تو اسی بنا پر اسے اللہ نے جو علم ہدایت بذریعہ وحی دیا تھا جس سے اس کی طبعی خامیوں کی اصلاح ہو اور وہ آخرت یعنی مرنے کے بعد والی دائمی ابدی زندگی کے اعلیٰ معاشرہ کا ممبر اور لائق بن سکے انسان کی طبیعت جو خلق الانسان من عجل (۳۷-۲۱) یعنی انسان تخلیقی طور پر تو عجلت پسند ہے لیکن ہم نے اسکی اصلاح کیلئے علم وحی میں اسے سمجھایا ہے کہ ساوریکم ایاتی فلاتستعلجلون (۳۷-۲۱) یعنی میں اللہ آپکو عجلت پسندی کے نقصانات کی نشانیاں علم وحی کے ذریعہ دکھاتا ہوں اس لئے عجلت نہ کرو، لیکن انسان نے اللہ کی بات کو نہ مانا، پھر علم الاہی میں الٹا کیڑے نکالنے لگ گیا، اور دنیا میں وسائل حیات اور اشیاء ضروریات میں سواء للسائلین یعنی مساوات اور برابری کے قانون کو ٹھکراتے ہوئے تیری میری کے ٹھپوں سے انا ربکم الاعلیٰ کے دم مارنے لگ گیا، اس مضمون کو سمجھنے کیلئے ان مختصر اشاروں کے عرض کرنے کے بعد ہم پھر اپنی مدعا کہ انسان نے جو ہر دور میں علم وحی کے خلاف محاذ آرائی کی ہے جسکو قرآن نے شیطانی القائات کا نام دیا، پھر ان کو بعد کے آنے والے نبیوں کی معرفت چھانٹی کرا کے علم کو خالص بنا دیا تو یہ بات ہوئی اگلے انبیاء کے حوالوں سے جن ایام میں نبوت جاری تھی اور علم وحی کا سلسلہ بھی جاری تھا، لیکن جب بعثت جناب رسول امین کے وقت ان کے خاتم النبیین (۴۰-۳۳) ہونے کا

اعلان کیا گیا تو ساتھ، اسے دی ہوئی کتاب کیلئے بھی اعلان کیا گیا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۹-۱۵) یعنی اب اس قانون کی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر ہم لے رہے ہیں اور اس کتاب منشور کائنات کیلئے یہ بھی فرمایا کہ ان الذین کفروا بالذکر لما جائهم وانه لکتاب عزیز لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (۴۱-۴۱) یعنی ہماری اس کتاب کی یہ شان ہے کہ یہ کتاب منکرین کے منصوبوں پر غالب آنیوالی کتاب ہے۔ ان منکرین میں دم ہی نہیں ہے جو قرآن کے مقابلہ میں اپنی سازشوں کو وہ کامیاب کر سکیں خواہ ان کی سازشیں خود کو وہ مؤمن مسلم کے لباس میں مشہور کر کے عمل میں لائیں، یا براہ راست نیٹو کی افواج کو مقابلہ میں لے آئیں، یا صدر امریکہ کی طرف افطار پارٹی کے نام سے خود کو اسلام دوست کہکر قرآن سے لڑیں، یا برطانیہ کی جھنگل کی حویلی والوں کی ایماء پر سعودی حکومت کے بادشاہ پر سیاسی بلیک میلنگ سے سات قرائتو کے ڈھکوسلہ کے نام سے قرآن کے سات ایڈیشن چھپوا کر تقسیم کرائیں۔ لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه، قرآن کا مقابلہ نہیں کیا جاسکیگا۔

جناب قارئیں! دشمنان اسلام نے قرآن حکیم کے خلاف ان گنت علمی محاذ کھولے ہوئے ہیں جنکے پلیٹ فارم سے قرآن کے اندر عبارات اور انکے مفاہیم بدلنے کے لئے روایات متداولہا ور روایات غیر متداولہ کے ناموں سے بڑے حیلے کئے جارہے ہیں، لیکن قرآن کے علمی آسمان میں سارے حیلوں سے کوئی ایک بھی دراڑ نہیں ڈال سکے، زمین جنبد نہ جنبد گل محمد کی طرح قرآن علم کے باغیچہ میں اس طرح نکھرے ہوئے پھول کی طرح ہے جو اسکی صدا ہر وقت نعرہ زن ہے کہ

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جھٹکے سے۔ آئے کوئی کر کے دکھائے گرفتار مجھے،

دشمنان اسلام نے قرآن حکیم کو امت سے چھیننے اور اس کی قطعی حیثیت کو مجروح بنانے کیلئے جناب رسول علیہ السلام کے نام کی طرف منسوب کر کے علم حدیث ایجاد کیا ہوا ہے جسکے اصل

میں بنانے اور گھڑنے والے وضاعین لوگ، یہ خود کو امام کہلوانے والے لوگ ہیں، ان دشمنان اسلام نے یہ جھوٹی حدیثیں بنائیں کہ جناب رسول مطلقا لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے جب کہ قرآن حکیم نے خود ان کے رد میں بتایا ہے ہے جناب رسول، رسالت ملنے سے پہلے زمانہ میں تو لکھنا پڑھنا نہیں سیکھے ہوئے تھے، لیکن نبوت ملنے کے بعد سے وہ کیفیت نہیں رہی تھی (۴۸۔۴۹) اس علم حدیث کی ایسی بھی روایات دشمنان اسلام نے بنائی ہوئی ہیں کہ رسول اللہ قرآن کو اپنی حیاتی میں جمع بھی نہیں کرا کر گئے ان کی وفات کے بعد قرآن کھجور کے پتوں اور بدبودار ہڈیوں پر لکھا ہوا بکھرا ہوا تھا (بخاری) کتابی شکل میں زمانہء حیات رسول میں نہیں تھا جبکہ ان جھوٹے حدیث سازوں کو اللہ نے انکی بنائی ہوئی حدیثیں انکے مونہہ پر مارتے ہوئے سورت بقرہ کی شروع میں اعلان کیا ہوا ہے کہ قرآن ہڈیوں اور کھجی کے پتوں پر نہیں تھا ذالك الكتاب لا ريب فيه یہ کتاب ہے، یہ لاریب کتاب ہے، کوئی اس کتاب کو اگر کتاب نہیں تسلیم کرتا تو یہ دن کی روشنی میں اندھا رہنے والے شپر پرندے کا قصور ہے اس میں سورج کا کوئی قصور نہیں گر نہ بیند بروز شپر چشم چشمہء آفتاب راچہ گناہ، اسمیں کتاب قرآن کا تو کوئی قصور نہیں۔ جناب قارئیں! صرف یہ آیت بقرہ ہی اکیلی جمع قرآن کتابی صورت کیلئے شاہد نہیں بلکہ سورت قیامہ میں بھی اللہ نے اپنے رسول کو فرمایا کہ لا تحرك به لسانك لتعجل به یعنی جمع قرآن کے سلسلہ میں اے محمد! آپکو زبان ہلانے کی بھی ضرورت نہیں آپ جلدی نہ کریں ان علينا جمعه و قرآنه ثم ان علينا بيانه یعنی اس قرآن کا جمع کرنا، اس قرآن کی قرائت کی ادائگی اور اس قرآن کی تبیین اور تفسیر یہ تینوں کام سب ہماری ذمہ داری ہے، قرآن کے اتنے واضح اعلان کے باوجود دشمنوں نے خلاف قرآن جو مورچہ علم حدیث کے نام سے وضع کیا اور گھڑا، وہاں سے قرآن کا تفسیر اللہ کے اعلان کہ ثم ان علينا بيانه یعنی قرآن کی تفسیر کرنا ہماری ذمہ داری ہے کے باوجود جو تفسیر بالروایات گھڑا گیا اسمیں جناب رسول کو اجنبی انصاری عورت سے خلوت کرنے والا دکھایا گیا ہے (بخاری) اس علم

حدیث میں سورہ نور کی ایات کی تفسیر کے بہانہ سے ام المؤمنین عائشہ پر تہمت کی حدیثیں بناڈالیں (بخاری) اسی علم حدیث کے مورچہ سے جناب رسول علیہ السلام پر امام حنیفہ کی روایت کردہ حدیث میں رسول اللہ کو اپنی اہلیہ سے مونہہ میں جماع کرنے کی حدیث بناڈالی، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ استغفر اللہ من شر رواۃ الحدیث، حوالہ کیلئے پڑھی جائے کتاب کتاب الآثار للامام ابی عبداللہ محمد بن الحسن شیبانی، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان باب قبلۃ الصائم ومباشرتہ صفحہ نمبر ۱۷۱۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ حکومت پاکستان اور غیرتمند مسلم امت والے کیوں چپ سادھے ہوئے ہیں، ایسے خرافاتی علم پر کیوں بندش نہیں ڈالتے۔ حکومت پاکستان کا پاس کیا ہوا توہین رسالت والا ایکٹ کیوں ایسی تبرا والی حدیثوں پر حرکت میں نہیں آرہا ہے اور کیوں ایسی حدیثوں کے پڑھنے پڑھانے اور چھپوانے پر توہین رسالت والے ایکٹ کی روشنی میں ان پر کیوں بندش نہیں ڈالی جاتی؟ کیا توہین رسالت کا ایکٹ صرف غیر مسلموں کیلئے بنایا گیا ہے؟ اور کیا مسلم امت والے اس سے مستثنیٰ ہیں؟

اس دار و رسن کی محفل میں حق کہنے کا دستور نہیں

میں اس دستور کو بدلوں گا یہ راز بتانے آیا ہوں۔

اور افسوس ہے امت مسلمہ کے عقل اور غیرت پر جو وہ اس طرح کے اماموں کو اپنا دینی ایمانی پیشوا مانے ہوئے ہیں اور خود کو حنفی کہلانے پر فخر کرتے ہیں، اور افسوس ہے علماء امت پر جو وہ قرآن کو اللہ کے اعلان کہ ثم ان علينا بيانه یعنی قرآن کی تفسیر کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے، اس اعلان کی روشنی میں تو قرآن کو قرآن سے سمجھنے کے بجاء وہ ان اماموں کی روایات اور فقہوں سے امت کو ایسی ضلالت کی طرف لے جا رہے ہیں جیسی کہ ابھی آپ نے کتاب الایثار، کتاب بخاری کے حوالوں والی حدیثیں ملاحظہ فرمائیں، (ان اماموں کی قرآن دشمنی کی مزید مثالیں میری کتاب امامی علوم اور قرآن میں پڑھی جائیں)

جناب قارئیں! جب سے الکٹرانک میڈیا عام ہوئی ہے اور ٹی وی چینلوں پر علماء امت کو بلا کر

ان سے داڑھی منڈے دانشوروں نے اور وہاں آئے ہوئے عوامی شاگردوں اور معاشرہ کے ہر شعبہ کے افراد نے ان علماء سے کثرت ازدواج اور کم عمر بچوں بچیوں کے نکاح اور مرد کی عورت پر بالا دستی کے خلاف انکی امامی حدیثوں اور فقہی شریعتوں پر باادب جارحانہ مواخذے کئے ہیں سوالات کئے ہیں تو یہ پیشوایان اسلام ان کے والے علم حدیث کی مشہور کردہ روایات کی بتائی ہوئی حدیثوں کی روشنی میں رسول اللہ کی شادی بی بی عائشہ سے چھ سال کی عمر میں کو قرآن کے موافق ثابت نہیں کر سکے از انسواء اس طرح کے کئی مسائل حیات جو علم حدیث کے، ایسے جو قرآن کے نظریہ معاشیات سے متصادم ہیں، انہیں وہ قرآن کے موافق نہیں ثابت کر سکے، اب یہ امامی اسکولوں والے پیشوایاں امت حواس باختہ ہو گئے ہیں کہ ہم ان علوم حدیث تفسیر بالروایات اور ان احادیث سے تیار کردہ فقہوں کو قرآن سے ثابت اور موافق تو نہیں کر سکتے اور یہ سوالات پوچھنے والے نئی تعلیم تہذیب کے نمائندے، ہمارے فرسودہ علمی رعب میں نہیں دبدتے اور ہماری عباؤں قباؤں اور مولانا، اولانا، دامت فیوضھم، وبرکاتھم کے القاب کے دبدبہ کا انپر کوئی اثر نہیں ہوتا، انکی حدیثوں اور فقہی روایات کی قرآن دشمنی اور انسان دشمنی تو ثابت ہوگئی ہے، کھل کر آشکار ہو رہی ہے اسلئے جس استحصالی عالمی سامراج نے خلاف قرآن یہ امامی اسکول اور ان کے نصاب تیار کرائے تھے انہیں بھی شدت سے احساس ہو گیا ہے کہ کہیں قرآن پھر نہ اپنی اصل تعبیروں سے میدان میں آجائے اور مارکسزم اور لینن ازم سے ہماری جیتی ہوئی جنگ جو ہم نے ان مولویاں اسلام کی مدد سے افغانستان میں جیتی ہے پھر نہ کہیں شکست میں تبدیل کردے، اسلئے انہوں نے بھی امامی علوم امامی فرقہ جات امامی علماء کو سہارا دینے کیلئے ٹی وی چینلوں پر اپنے نئے ماڈل کے ڈاکٹر ذاکر نائک، غامدی، اور ڈاکٹر اسرار جیسے دانشوروں کو میدان پر لایا ہے جنکو حکم دیا ہوا ہے کہ بات قرآن کی کرو اور ہر قیمت پر مروج علم حدیث والے مذاہب کو بچاؤ، علم حدیث کو بچاؤ اور دکھاؤ کچھ اور مارو کچھ، اس طرح سے علم حدیث کو بچاؤ اور اسلام کیلئے قرآن

کی تعبیر سے علم حدیث کی حیثیت مأخذ اور اصل دین ہونے کی حیثیت بچاؤ اور ثابت کرو، یعنی قرآن کے علمی کمالات سے سامعین اور سوال کرنے والوں کو مسمرائیز کر کے پھر عملی زندگی کا کورس وہی امامی علوم والا غیر عقلی ان کے سر پر مارو، کہ اگر وضو کرنے کے بعد پیٹ سے ہوا خارج ہو جائے تو وضو ٹوٹ گیا، پھر سے وضو کرو، جرم مقعد کرے دھلائی ہاتھ مونہہ اور پاؤں کی کرو، جب کہ قرآن میں پیٹ سے ہوا خارج ہونے یا پیشاب پائخانہ کرنے سے وضو کے ٹوٹنے کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے اسلئے کہ وضو سے مقصد تو بازوں مونہہ اور پاؤں سے مٹی غبار صاف کرنا ہوتا ہے سو وہ اگر کوئی وضو کے بعد پیشاب پائخانہ کرے تو اس سے مونہہ پر غبار اور مٹی تو نہیں چڑھ جاتی!!! ایسے خلاف عقل علم کو علم حدیث رسول کے نام سے مشہور کیا گیا ہے۔ جناب قارئین! اس امام مافیا والوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ حتی الوسع انکو قرآن کی مخالفت کرنی ہے۔ میں اپنی مدعا کیلئے کتنے مثال پیش کروں؟ جو امت مسلمہ کے لوگ ان حدیث سازوں اور فقہ سازوں کی قرآن دشمنی کو سمجھ سکینگے۔ محترم قارئین! اللہ کرے کہ آپ براہ راست خود قرآن پڑھیں امت کے مولوی اور تبلیغی جماعت والے تو یہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ قرآن سمجھنا بڑا مشکل کام ہے قرآن ہر ایک آدمی کی سمجھ میں آنیوالی کتاب نہیں ہے۔ جیسے کہ یہ لوگ اللہ کی اس دعویٰ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (۲۲۔۵۴) یعنی ہمنے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان بنایا ہوا ہے کیا پھر ہے کوئی ایسا آدمی جو اس کتاب سے نصائح کو سیکھے۔ اس اعلان خداوندی کو جھٹلا رہے ہیں، اب غور فرمایا جائے کہ قرآن حکم نے صوم کے شروعاتی وقت اور اختتامی وقت کیلئے فرمایا من الفجر الی الیل (۲۔۱۸۷) یعنی فجر سے صوم شروع کرو لیل یعنی رات کے آنے تک ختم کرو، تو امت کے سارے فرقوں والے بجاء فجر اور لیل کے سحر سے شروع کرتے اور مغرب ہونے پر ختم کرتے ہیں یعنی دونوں طرف سے قرآنی حکموں کی مخالفت کرتے ہیں، جبکہ قرآن حکیم نے دوسرے مسائل بتاتے وقت لفظ سحر اور مغرب سے ان کے اوقات بتائے ہیں لیکن صوم کیلئے سارے

قرآن میں شروع کرنے کیلئے سحر کے وقت کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا اور اختتام کیلئے مغرب کے
وقت کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا، لیکن کیا کیا جائے حدیثیں اور فقہ بنانے والوں کو، قرآن کی جو
مخالفت کرنی ہوئی تو انہوں صوم کے اوقات میں قرآن کی ایک بھی چلنے نہیں دی، اپنا ٹائم ٹیبل
خلاف قرآن پوری امت سے تو کیا مکے مدینہ میں خانہ کعبہ میں مسجد نبوی میں بھی قرآن کے
خلاف فجر اور لیل کو صوم رکھنے اور کھولنے کے بجاء سحری اور مغرب کے وقتوں پر صوم رکھتے اور
ختم کرتے ہیں، لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ عرب لوگوں کے مقابلہ میں عربی زبان زیادہ تو
نہیں جانتے؟ سو بات عربی زبان کو کم یا زیادہ جاننے کے جب ہو جب عربوں کو قرآن ساتھ
دیتا ہو، لیل جدا وقت کا نام ہے جس کو مغرب پر نہیں بولا جائیگا او مغرب کو لیل نہیں کہا
جائیگا، اسی طرح فجر جدا وقت کا نام ہے سحر جدا وقت کا نام ہے فجر کو سحر نہیں کہا جائیگا اور سحر کو فجر
نہیں کہا جائیگا، میں اس طرح کے مثالوں سے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ صدیوں
سے یہ دستار بند مولوی حضرات لوگوں کو خلاف قرآن مسائل والے مذاہب پر چلا رہے ہیں
امت والے لوگ ایسے تو عقل سے پیدل ہیں جو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو قیامت میں اللہ کو
کہینگے کہ ہمیں تو ان عالموں نے ایسے سمجھایا تھا، یہی بات قرآن نے بھی بتائی ہے کہ یوم
تقلب وجوههم فی النار يقولون يالیتنا اطعنا الله واطعنا الرسولاه وقالوا ربنا
اطعنا سادتنا و كبرائنا فاظلونا السبيلاه ربنا اتهم ضعفين من العذاب والعنهم
لعنا كبيرا (٦٨_٣٣) یعنی اسدن جب ان کے چہرے آگ میں بگڑ جائینگے کہینگے کہ کاش
جو ہم اللہ اور اسکے رسول کے کہے کی اطاعت کرتے ٥ اور کہینگے کہ اے ہمارے رب ہمنے
اپنے سادات اور بڑوں کی اطاعت کی پھر انہوں نے تو ہمیں گمراہ کر دیا راہ راست سے۔
اے ہمارے رب انکو تو ہمارے حصہ کا عذاب بھی دیکر ڈبل سزا دو اور انہیں بڑی لعنت میں
جکڑ کر اپنی عنایات سے انہیں دور رکھو، پھر اللہ جب ان سادات اور بڑوں سے پوچھے گا، کہ
یوم یحشرهم ومایعبدون من دون الله فیقول ءانتم اضللتم عبادی هؤلاء ام هم

ضلوا السبيل ۔ یعنی جب ان سب کا حشر ہوگا تو پوجاریوں کے متعلق انکے پیشواؤں سے
سوال کیا جائیگا کیا تم نے ہمارے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود اپنے شوق سے گمراہ ہوئے تھے،
تو وہ جواب دینگے کہ قالوا سبحانك ماكان ينبغي لنا ان نتخذ من دونك من اولياء
ولكن متعتهم اباءهم حتى نسوا الذكر وكانوا قوما بورا (١٨_٢٥) یعنی کہینگے کہ اے
اللہ آپ اس بات سے بہت بلند ہیں اور پاک ہیں جو آپ یہ حقائق نہ جانتے ہوں لیکن ان
لوگوں کیلئے اگر مقدمہ چلایا جا رہا ہے تو بات یہ ہے کہ یہ لوگ اور انکے باپ دادے تو آپکی
عنایات سے بڑے امیر ہو گئے تھے اتنے تک جو انہوں نے آپکے قانون کو بھی بھلا دیا اور
تباہی کے مستحق بنگئے تھے۔ اس گذارش سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ کے ہاں اپنے کئے
کے خود جوابدار ہونگے کوئی ایک یہ نہیں کہہ کر چھڑا سکیگا کہ قرآن کو سمجھنے کیلئے ہمیں عربی نہیں
آتی تھی ہم مولویوں کے پیچھے چلتے تھے ایسے جواب پر پھر یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولویوں
نے جو امامی علوم کے ذریعے سے آپکو قرآن سمجھنے نہیں دیا اور قرآن سے دور کیا تو وہ امامی علوم
بھی تو عربی زبان میں تھے آپ امامی روایات کی نہایت مغلق قسم کی عربی جسکی روانی اور شستگی
قرآنی عربی کے مقابلہ میں بلکل ہیچ ہے۔ اسکے پیچھے تو آپ چلتے رہے لیکن قرآن کی دعوت
اور پکار کیلئے آپ لوگ عربی سے ناواقفیت کا عذر کر رہے ہیں۔ جس قرآن کی عربی نہایت
سلیس اور کھلی ہوئی ہے۔

کفر کی راہ میں کیوں کھوئے ہوئے ہو لوگو!
اپنے اللہ کے قرآن کو ڈھونڈو یارو!

چور کو اسکے پائوں کے نشانات سے پہچانا جاتا ھے

دشمن اسلام عالمی سامراج نے امت مسلمہ کے اندر اپنے مذموم مقاصد کیلئے عرصہ سے جوفرقہ وہابیہ اہل حدیث فٹ کیا ہوا ہے، اس نے قرآن حکیم میں تحریف کرنے کی جو ڈیوٹی شروع کردی ہے اسکے کچھ وہ حوالہ جات قارئین خدمت میں پیش کرتے ہیں جن سے ان کے اندر کی سوچ سمجھنے میں آسان ہوگی، جماعت اہل حدیث کا آرگن ماہوار رسالہ رشد، لاہور جسکا سرپرست حافظ عبدالرحمان ہے اور مدیر قاری حمزہ مدانی صاحب ہیں اس رسالہ کے دو حصے قرآءت نمبر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اس کے حصہ اوّل کے صفحہ نمبر 662 سے قاری فہد اللہ مراد کا مضمون ہے جو انیس صفحات پر مشتمل ہے اسے اس نے حفاظت قرآن کریم کے قدیم وجدید ذرائع کا نام دیا ہے اور اس سلسلے میں جامعہ لاہور دیگر اداروں کے خدمات کے جائزہیں کا بھی ذکر ہے۔ میں اس مضمون کے چند اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ محترم قارئین ان کے اس پورے مضمون کو پڑھنے سے جو چیزیں ان کا مقصود نظر آتی ہیں ایک یہ کہ ان کے فرقے کی تائید اور حمایت والی روایات لوگوں سے منوائی جائیں، دوسری یہ کہ انکی ان حدیثوں کے مطابق سات قرائتوں والی حدیث کے مطابق قرآن حکیم کے اتنے ہی تعداد میں یعنی سات ایڈیشن شائع کئے جائیں جو ایڈیشن روایات متداولہ اور غیر متداولہ پر مشتمل ہوں پھر انکی فرقہ جاتی حمایت والی ضعیف اور موضوع احادیث کو اگر کوئی نہیں مانے گا تو یہ لوگ ایسے آدمی کو وہ روایات والی ملاوٹ اور آمیزش والا قرآنی ایڈیشن دکھا کر اسکو منکر قرآن کی چارجز سے مشہور کریں گے جس کو یہ لوگ پہلے منکر

حدیث کہتے تھے۔

جناب قارئین! قاری فہد اللہ مراد صاحب کے اس مضمون سے عندیہ ملتا ہے کہ اہل حدیث کے علماء کا ایک حصہ قرائات کے نام سے قرآن کے جدا جدا ایڈیشن چھپوانے کے خلاف ہے سو قاری فہد اللہ مراد صاحب انکے موقف کو رد کرنے کیلئے اپنے مضمون کے آخر میں صفحہ نمبر 681 پر لکھتے ہیں کہ۔

(ا) یہ کام علمی نوعیت کا ہونا چاہیئے، عوامی نوعیت کا نہ ہو، تاکہ وہ لوگ جو علم قرائات سے ابتدائی واقفیت بھی نہیں رکھتے وہ کہیں فتنہ کا شکار نہ ہو جائیں۔

(۲) جمیع روایات میں قرآن شائع کرنے کے بعد اس کو پوری دنیا کی لائبریریوں میں پہنچایا جائے۔ عوامی سطح پر لانے سے پرہیز کیا جائے البتہ رائے عامہ ہموار کرنے کے بعد عوامی سطح پر بھی لایا جاسکتا ہے۔

(۳) یہ کام ان اداروں کی زیر نگرانی ہونا چاہیئے جو مصاحف کی تیاری اور طباعت میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً مجمع ملک فہد اور ادارہ بحوث علمیہ مصر کی لجنہ مراجعۃ المصاحف وغیرہ (اقتباس ختم)

جناب قارئین یہ جو ایک محاورہ مشہور ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا، اسکے مقابلے میں اہل حدیث فرقہ کی جانب سے قرائات کے نام سے ملاوٹ والے قرآن چھپوانے کی اس جسارت کا ثبوت تنکے سے بڑھ کر شہتیر کے برابر نظر آتا ہے اسکے بعد اس مضمون کا دوسرا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

جمع کتابی کے فوائد:۔

☆ پہلا فائدہ قرائات متواترہ کو مصاحف کی شکل میں جمع کرنے کا سب سے اہم فائدہ

یہ ہے کہ اس سے تا قیامت فتنہ انکار قرائات کا عوامی سطح پر قلع قمع ہو جائے گا۔ کوئی بھی شخص اگر انکار قرائات کی طرف پیش قدمی کرنا چاہے اور عوام کو اس کے مقابلے میں مصحف پیش کر دیا جائے تو عوام اس بات پر کان دھرنے کی بجائے اس کے در پے ہو جائینگے کہ تو قرآن کا انکار کرتا ہے۔

☆ دوسرا فائدہ، حجیت قرائات کیلئے عوام کی سطح پر خاص علمی دلائل دینے کی چندہ ضرورت نہیں رہے گی۔ صرف قرآن کا دکھا دینا ہی کافی ہوگا جس سے وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ اگر ابتداء مطمئن نہ بھی ہوں تو کم از کم انکار نہیں کر سکیں گے کیونکہ اگر انکار کیا تو قرآن کا انکار لازم آئیگا۔

☆ تیسرا فائدہ۔ جمع کتابی کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آج کل دنیا میں قرآن کے متعلق جو نمائشیں ہوتی ہیں، جن میں قرآن کریم مختلف شکلوں، مثلاً چھوٹے ترین یا بڑے ترین خط میں قرآن، ایک بینر پر لکھا ہوا مکمل قرآن، قرآن کے قدیم سے قدیم نسخہ جات، مختلف خطوں میں لکھے ہوئے متعدد قرآنوں کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، جو کہ مسلمانوں کی قرآن سے محبت کی غمازی کرتی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر جمیع روایات میں شائع شدہ قرآن بھی موجود ہونگے تو اسی نمائشوں میں ایک علمی اضافہ ہوگا جس سے انکی اہمیت مزید بڑھے گی۔

☆ چوتھا فائدہ۔ جمع کتابی کا ایک انتہائی اہم فائدہ یہ ہے کہ فتنہ انکار حدیث کی سرکوبی ہوگی، کیونکہ انکار حدیث کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ احادیث سے قرائات کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ منکرین قرائات کے مطابق قرآن کی قطعیت کے منافی ہے۔ لہٰذا وہ احادیث جن میں قرائات کا ذکر ہے غیر مستند ہیں اور جن راویوں سے وہ روایات

منقول ہیں وہ غیر ثقہ ہیں۔ جب قرائات مصاحف کی شکل میں موجود ہونگی تو جس طرح قرائات انکار ناممکن ہوگا اسی طرح انکار حدیث جو قرائات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، ختم ہو جائے گا اور اس سے انکار حدیث کی باقی بنیادوں پر بھی زد پڑے گی۔
(اقتباس از صفحہ 677-678)۔

جناب قارئین! ہم جیسے کہ شروع میں ذکر کر کے آئے ہیں مملکت سعودی اور اسکی بیساکھی اہل حدیث فرقہ یہ دونوں برطانوی سامراج کے اشاروں پر امت مسلمہ سے قرآن چھیننے کی ڈیوٹی پر مامور ہیں تو یہ حقیقت آپ قاری فہد اللہ مراد صاحب کے اس مضمون کے اقتباس سے سمجھ گئے ہونگے، انکو قرآن کی قرآءت نبوی کی وحدت اور دور نبوی میں کتابی شکل میں ملنے سے مکمل اختلاف ہے۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

کئی سارے لوگ قرآن حکیم کی آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون، یعنی ہم نے ہی نازل کیا ہے قرآن کو اور ہم ہی اسی کی حفاظت کریں گے۔ اسے سمجھنے میں اس مغالطہ میں ہیں کہ اللہ اپنی کتاب قرآن کو دشمنوں کی ملاوٹ اور خرد برد سے خود ہی حفاظت میں رکھیں گے۔ اسی مسئلہ میں گذارش کرتا ہوں کہ اللہ اپنے کام اپنے بندوں کے ہاتھوں سے سرانجام دلاتا ہے اور یہ حفاظت قرآن کی ذمہ داری بھی اللہ اپنے بندوں کے ہاتھوں سرانجام دینگے اسی لئے تو آیت میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور ویسے بھی جو انبیاء علیھم السلام کی دعوت ہے کہ کونوا انصار اللہ یعنی اللہ کے مددگار بن

جاؤ، تو یہ دعوت سارے نظام کو چلانے، عدل قائم کرنے اور عدل کے آئین، اور قانون والی کتاب قرآن حکیم کو پہنچانے، بچانے، محفوظ کرنے کے سارے کام اسی میں آجاتے ہیں۔ اسلئے حفاظت قرآن کے معاملہ میں بھی ہم سب کو انصار اللہ بن کر دشمنان قرآن کے مقابلہ میں اپنا اپنا کردار نبھانا ہے اپنا اپنا فرض پورا کرنا ہے۔ قرآن دشمنی میں عالمی سامراج اپنی نگرانی میں مصر، ترکی، البانیہ، سعودی حکومت اور فرقہ اہل حدیث وہابی لوگوں کے ہاتھوں قرآن کے اندر قرائتوں کے بہانوں سے یہ ملاوٹی ایڈیشن چھپوا رہا ہے یہ بجا ہے کہ ہم ان کے مقابلے میں غریب اور کمزور ہیں لیکن چڑیں جب سانپ کو دیکھتیں ہیں مل کر چیں چیں کا شور مچا دیتی ہیں پھر لوگ ان کے شور پر اکھٹے ہو کر سانپ کو مارتے ہیں علم وحی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ نے بھی ہمیشہ کمزوروں اور غلاموں کے ہاتھوں سے فرعونوں شدادوں نمرودوں کو شکست دلوائی ہے۔

مروج علم حدیث نے حفاظت قرآن کے وعدہ میں اللہ کو ناکام اور جھوٹا بنادیا

جناب قارئین! آپ نے سرورق کے صفحہ نمبر۲ پر پڑھا کہ امام بخاری اور ابن ماجہ نے حدیث میں سنگسار والی آیت اور اپنے باپ دادوں کے پیچھے چلنے والی آیت کے قرآن سے گم ہو جانے کی حدیث لائی ہے، اور اس کے بعد اب امام ابن ماجہ کا انکشاف، اس کی کتاب باب رضاع کبیر کا بھی ملاحظہ فرمائیں عن عائشة قالت لقد نزلت آیت الرجم ورضاعة الكبير عشرا ولقد كان فی صحيفة تحت سريری فلمامات رسول الله صلى عليه وسلم وتشا غلنا بموته دخل داجن فاكلها، یعنی بڑے آدمی کو دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنانے کی آیت نازل ہوئی تھی جو میرے بستر کے نیچے رکھے ہوئے صحیفہ میں درج تھی جب رسول اللہ وفات پا گئے تو ہم اس قضیہ میں مشغول رہے پھر گھریلو بکری اسے کھا گئی ابن ماجہ کی اس حدیث کے لحاظ سے اللہ نے جو اعلان فرمایا ہے کہ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے (۹۔۱۵) اس حدیث سے تو گویا کہ اللہ کا اعلان غلط ثابت ہوا یعنی اللہ کے فرمان کو عائشہ کی بکری نے ناکام بنادیا۔

خطرے کی گھنٹی

ماہوار رسالہ رشد لاہور کے شمارہ قراءات نمبر جون 2009 صفحہ نمبر 680 پر لکھا ہوا ہے کہ ادارہ مجمع الملک فہد میں تین متداول روایات میں مصاحف شائع کر کے باقائدہ اس کام کی بنیاد ڈالی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے لکھا ہے کہ ہماری اطلاعات کے مطابق اس ادارہ نے روایات غیر متداولہ پر کام شروع کر دیا ہے۔ متداولہ روایات کی معنی قرآن کی طرف منسوب کردہ علم روایات کی وہ روایات جس طرح کہ ابھی آپ نے پڑھیں اور غیر متداولہ کی معنی قرآن کے نام کی ایسی آیتیں جن کی گردش علم روایات میں نہ ہو، اب سوچا جائے کہ ایسی قرآن سے منسوب روایات جو علم حدیث میں نہ ہوں تو آخر ان کو کونسی حویلی ایجاد کرے گی؟!! مجھے شیعہ فرقہ سے ان کی کئی باتوں سے اختلاف ہے لیکن اللہ کی خاطر ہر بات کرنی چاہیے میں نے خود امام خمینی کا ایک اخباری بیان اس کی زندگی میں پڑھا تھا کہ موجود مروج قرآن کامل مکمل اور محفوظ کتاب ہے اہل شیعہ اسی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ کوئی بتائے کہ یہ موجود سعودی حکمران اور ان کی میڈان برطانوی بیساکھی فرقہ اہل حدیث نامی وہابی جو اس موجود قرآن کو اپنی روایات متداولہ اور غیر متداولہ سے خالی قرار دے رہے ہیں یہ کس کمپنی کے متولیان ہیں

حکمران ہو کے بھی تم غیر کے محکوم رہے۔ عزت تاج ملی تاج سے محروم رہے۔